# تمہیدِ ایمان

از

اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش : الرضا پبلیکیشن ۳۷، میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲، ڈونگاڈا اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

Scanned with OKEN Scanner

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱

حضور سید عالم محبوبِ ربّ العٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے
میں کیا ایمان رکھنا چاہیئے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں

# تمہیدِ ایمان

تصنیف

اعلیٰحضرت امام اہلِ سنت مجدد دین وملت

## مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بفیض حضور مفتی اعظم علامہ شاہ مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی
۵۲ رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹
فیکس: ۶۶۶۵۹۲۳۶ فون: ۶۶۳۴۲۱۵۶-۰۲۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین خاتم النبیین محمد والہٖ واصحابہٖ اجمعین الیٰ یوم الدین بالتبجیل وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

## مسلمان بھائیوں سے عاجزانہ دست بستہ عرض

پیارے بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اللہ تعالیٰ آپ سب حضرات کو اور آپ کے صدقے میں اس ناچیز، کثیر السیئات کو دین حق پر قائم رکھے اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت عطا فرمائے اور اسی پر ہم سب کا خاتمہ کرے، آمین یا ارحم الراحمین۔

---

## تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے :

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا [1]

"اے نبی! بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو"

مسلمانو! دیکھو دینِ اسلام بھیجنے، قرآنِ مجید اتارنے کا مقصود ہی تمہارا مولیٰ تبارک و تعالیٰ تین باتیں بتاتا ہے :

اوّل یہ کہ لوگ اللہ و رسول پر ایمان لائیں۔

دوم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کریں۔

سوم یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت میں رہیں۔

مسلمانو! ان تینوں جلیل باتوں کی جمیل ترتیب تو دیکھو، سب میں پہلے ایمان کو فرمایا اور سب میں پیچھے اپنی عبادت کو اور بیچ میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو اس لئے کہ بغیر ایمان تعظیم کارآمد نہیں بہتیرے نصاریٰ ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور حضور پر سے دفع اعتراضات کا قرآنِ لئیم میں تصنیفیں کر چکے، لکچر دے چکے مگر جبکہ ایمان نہ لائے کچھ مفید نہیں کہ یہ ظاہری تعظیم ہوئی۔ دل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی عظمت ہوتی تو ضرور ایمان لاتے، پھر جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی تعظیم نہ ہو، عمر بھر عبادتِ الٰہی میں گزارے، سب بیکار و مردود ہے۔ بہتیرے جوگی اور راہب ترکِ دنیا کر کے اپنے طور پر ذکر و عبادتِ الٰہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ ان میں بہت وہ ہیں کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر سیکھتے اور ضربیں لگاتے ہیں مگر از انجا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم نہیں کیا فائدہ اصلاً قابلِ قبول بارگاہِ الٰہی نہیں، اللہ عزوجل

---

[1] پ ۲۶ ع ۹ سورۃ الفتح۔

ایسوں ہی کو فرماتا ہے وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ "جو کچھ اعمال انہوں نے کئے ہم نے سب برباد کر دئے" ایسوں ہی کو فرماتا ہے عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝ عمل کریں، مشقتیں بھریں اور بدلہ کیا ہوگا یہ کہ بھڑکتی آگ میں پیٹھیں گے، والعیاذ باللہ تعالیٰ، مسلمانو! کہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مدارِ ایمان و مدارِ نجات و مدارِ قبولِ اعمال ہوئی یا نہیں، کہو ہوئی اور ضرور ہوئی۔

## تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ [1]

"اے نبی! تم فرمادو کہ اے لوگو! اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیبیاں، تمہارا کنبہ، تمہاری کمائی کے مال اور وہ سوداگری جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے اور تمہاری پسند کے مکان ان میں کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہے تو انتظار رکھو یہاں تک اللہ اپنا عذاب اتارے اور اللہ تعالیٰ بیحکموں کو راہ نہیں دیتا۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جسے دنیا جہاں میں کوئی معزز کوئی عزیز کوئی مال کوئی چیز اللہ و رسول سے زیادہ محبوب ہو وہ بارگاہِ الٰہی سے مردود ہے، اللہ اسے اپنی طرف راہ نہ دیگا، اسے عذابِ الٰہی کے انتظار میں رہنا چاہیئے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

تمہارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یؤمن احدکم حتی اکون

---

[1] پ ۱۰ ع ۹، سورہ التوبہ۔

احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین "تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں، صلی اللہ علیہ وسلم۔

یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اس نے تو یہ بات صاف فرمادی کہ جو حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو عزیز رکھے، ہرگز مسلمان نہیں۔ مسلمانو کہو! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہان سے زیادہ محبوب رکھنا مدارِ ایمان و مدارِ نجات ہوا یا نہیں؟ کہو ہوا اور ضرور ہوا۔ یہاں تک تو سارے کلمہ گو خوشی خوشی قبول کرلیں گے کہ ہاں ہمارے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم عظمت ہے۔ ہاں ہاں ماں باپ اولاد سارے جہان سے زیادہ ہمیں حضور کی محبت ہے۔ بھائیو! خدا ایسا ہی کرے مگر ذرا کان لگا کر اپنے رب کا ارشاد سنو:

## تمہارا رب عزّوجل فرماتا ہے:

الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝ [1]

"کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنا کہہ لینے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔"

یہ آیت مسلمانوں کو ہوشیار کر رہی ہے کہ دیکھو کلمہ گوئی اور زبانی ادعائے مسلمانی پر تمہارا چھٹکارا نہ ہوگا۔ ہاں ہاں سنتے ہو! آزمائے جاؤ گے، آزمائش میں پورے نکلے تو مسلمان ٹھہروگے۔ ہر شے کی آزمائش میں یہی دیکھا جاتا ہے کہ جو باتیں اس کے حقیقی و واقعی ہونے کو درکار ہیں وہ اس میں ہیں یا نہیں؟ ابھی قرآن و حدیث ارشاد فرما چکے کہ ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم، تو اس کی آزمائش کا یہ صریح

---

[1] پ ۲۰ ع ۱۳، سورہ العنکبوت۔

طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے استاد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد، جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت ان کی محبت کا نام ونشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ۔ پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے دوستی الفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟ اس کے جبے عمامے پر کیا جائیں، کیا بہتیرے یہودی جبے نہیں پہنتے، عمامے نہیں باندھتے؟ اس کے نام وعلم وظاہری فضل کو لے کر کیا کریں؟ کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم وفنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اسے ہر برے سے بدتر برا نہ جانا یا اسے برا کہنے پر برا مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو للہ اب تم ہی انصاف کر لو کہ تم ایمان کے امتحان قرآن وحدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہو گی وہ ان کے بدگو کی وقعت کر سکے گا اگرچہ اس کا پیر یا استاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو، للہ اپنے حال پر رحم کرو اور اپنے رب کی بات سنو، دیکھو وہ کیوں کر تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے۔ دیکھو:

## تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

" تو نہ پائے گا انہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ ان کے دل میں ایسوں کی محبت آنے پائے جنہوں نے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت کی چاہے وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں، یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، ہمیشہ رہیں گے ان میں، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہی لوگ اللہ والے ہیں سنتا ہے، اللہ والے ہی مراد کو پہنچے "

اس آیت کریمہ میں صاف فرما دیا کہ جو اللہ یا رسول کی جناب میں گستاخی کرے، مسلمان اس سے دوستی نہ کرے گا، جس کا صریح یہ مفاد ہوا کہ جو اس سے دوستی کرے وہ مسلمان نہ ہوگا۔ پھر اس حکم کا قطعاً عام ہونا بالتصریح ارشاد فرمایا کہ باپ بیٹے، بھائی، عزیز سب کو گنا یا یعنی کوئی کیسا ہی تمہارے زعم میں معظم یا کیسا ہی تمہیں بالطبع محبوب ہو ایمان ہے تو گستاخی کے بعد اس سے محبت نہیں رکھ سکتے اس کی وقعت نہیں مان سکتے ورنہ مسلمان نہ رہو گے۔ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ کا اتنا فرمانا ہی مسلمان کے لئے بس تھا مگر دیکھو وہ تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا اپنی عظیم نعمتوں کا لالچ دلاتا ہے کہ اگر اللہ و رسول کی عظمت کے آگے تم نے کسی کا پاس نہ کیا کسی سے علاقہ نہ رکھا تو تمہیں کیا کیا فائدے حاصل ہوں گے اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان نقش کر دے گا جس میں انشاء اللہ تعالیٰ حسن خاتمہ کی بشارت جلیلہ ہے کہ اللہ کا لکھا نہیں مٹتا۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ روح القدس

سے تمہاری مدد فرمائے گا۔ ۳۔ تمہیں ہمیشگی کی جنتوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ ۴۔ تم خدا کے گروہ کہلاؤ گے، خدا والے ہو جاؤ گے۔ ۵۔ منہ مانگی مرادیں پاؤ گے بلکہ امید و خیال و گمان سے کروڑوں درجے افزوں۔ ۶۔ سب سے زیادہ یہ کہ اللہ تم سے راضی ہو گا۔ ۷۔ یہ کہ فرماتا ہے میں تم سے راضی تم مجھ سے راضی، بندے کے لئے اس سے زائد اور کیا نعمت ہوتی کہ اس کا رب اس سے راضی ہو مگر انتہائے بندہ نوازی یہ کہ فرمایا اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

مسلمانو! خدا لگتی کہنا اگر آدمی کروڑ جانیں رکھتا ہو اور وہ سب کی سب ان عظیم دولتوں پر نثار کر دے تو واللہ کہ مفت پائیں، پھر زید و عمرو سے علاقہ تعظیم و محبت یک لخت قطع کر دینا کتنی بڑی بات ہے جس پر اللہ تعالےٰ ان بے بہا نعمتوں کا وعدہ فرما رہا ہے اور اس کا وعدہ یقیناً سچا ہے۔ قرآن کریم کی عادتِ کریمہ ہے کہ جو حکم فرماتا ہے جیسا کہ اس کے ماننے والوں کو اپنی نعمتوں کی بشارت دیتا ہے نہ ماننے والوں پر اپنے عذابوں کا تازیانہ بھی رکھتا ہے کہ جو پست ہمت نعمتوں کی لالچ میں نہ آئیں سزاؤں کے ڈر سے راہ پائیں وہ عذاب بھی سن رکھیے:

## تمہارا رب عزّوجل فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ [1]

"اے ایمان والو! اپنے باپ اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو ان سے رفاقت کریں اور وہی لوگ ستمگار ہیں۔"

اور فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ (الی قولہ تعالیٰ) تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۚ وَاَنَا اَعْلَمُ

[1] پ ۱۰ ع ۹ سورہ التوبہ۔

بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ط وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ (الی قولہ تعالیٰ) لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝[1]

"اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم چھپ کر ان سے دوستی کرتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہو اور تم میں جو ایسا کرے گا وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا، تمہارے رشتے اور تمہارے بچے تمہیں کچھ نفع نہ دیں گے قیامت کے دن تم میں اور تمہارے پیاروں میں جدائی ڈال دے گا کہ تم میں ایک دوسرے کے کچھ کام نہ آسکے گا اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔"

اور فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

"جو تم میں ان سے دوستی کرے گا تو بیشک وہ ان ہی میں سے ہے، بیشک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالموں کو۔"

پہلی دو آیتوں میں تو ان سے دوستی کرنے والوں کو ظالم و گمراہ ہی فرمایا تھا، اس آیۂ کریمہ نے بالکل تصفیہ فرمادیا کہ جو ان سے دوستی رکھے وہ بھی انہی میں سے ہے۔ انہی کی طرح کافر ہے، ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا۔ اور وہ کوڑا بھی یاد رکھیے کہ تم چھپ چھپ کر ان سے میل رکھتے ہو اور میں تمہارے چھپے ظاہر سب کو خوب جانتا ہوں۔ اب وہ رسی بھی سن لیجیے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والے باندھے جائیں گے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

## تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝[2]

---

[1] و [2] پ ۲۸ ع ۷، سورہ الممتحنہ۔ [3] پ ۱۰ ع ۱۴، سورہ التوبہ۔

"وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذاء دیتے ہیں، ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

اور فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا [1]

"بیشک جو لوگ اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دیتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

اللہ عزوجل ایذاء سے پاک ہے اسے کون ایذاء دے سکتا ہے مگر حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کو اپنی ایذاء فرمایا۔ ان آیتوں سے اس شخص پر جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدگویوں سے محبت کا برتاؤ کرے، سات کوڑے ثابت ہوئے۔ ۱۔ وہ ظالم ہے۔ ۲۔ گمراہ ہے۔ ۳۔ کافر ہے۔ ۴۔ اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ۵۔ وہ آخرت میں ذلیل و خوار ہوگا۔ ۶۔ اس نے اللہ واحد قہار کو ایذاء دی۔ ۷۔ اس پر دونوں جہان میں خدا کی لعنت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اے مسلمان اے مسلمان اے امتی سید الانس والجان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدارا ذرا انصاف کر، وہ سات بہتر ہیں جو ان لوگوں سے یک لخت ترکِ علاقہ کر دینے پر ملتے ہیں کہ دل میں ایمان جم جائے اللہ مددگار ہو، جنت مقام ہو، اللہ والوں میں شمار ہو، مرادیں ملیں، خدا تجھ سے راضی ہو تو خدا سے راضی ہو یا یہ سات بھلے ہیں جو ان لوگوں سے تعلق لگا رہنے پر پڑیں گے کہ ظالم گمراہ کافر جہنمی ہو، آخرت میں خوار ہو، خدا کو ایذاء دے، خدا دونوں جہان میں لعنت کرے۔ ہیہات ہیہات کون کہہ سکتا ہے کہ یہ سات اچھے ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ وہ سات چھوڑنے کے ہیں، مگر جانِ برادر! خالی یہ کہہ دینا تو کام نہیں دیتا وہاں تو امتحان کی ٹھہری ہے۔ ہی آیت سن چکے الٓمٓ أَحَسِبَ النَّاسُ۔ کیا اس بھلاوے میں ہو کہ بس زبان سے کہہ کر چھوٹ جاؤ گے امتحان نہ ہوگا؟

---

[1] پ ۲۲ ع ۴ ۔۔۔ ۵ الاحزاب۔

# ہاں یہی امتحان کا وقت ہے!

دیکھو یہ اللہ واحد قہار کی طرف سے تمہاری جانچ ہے۔ دیکھو وہ فرما رہا ہے کہ تمہارے رشتے علاقے قیامت میں کام نہ آئیں گے، مجھ سے توڑ کر کس سے جوڑتے ہو۔ دیکھو وہ فرما رہا ہے کہ میں غافل نہیں، میں بے خبر نہیں، تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں، تمہارے اقوال سن رہا ہوں، تمہارے دلوں کی حالت سے خبردار ہوں، دیکھو بے پروائی نہ کرو، پیٹھ پیچھے اپنی عاقبت نہ بگاڑو، اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل ضد سے کام نہ لو، دیکھو وہ تمہیں اپنے سخت عذاب سے ڈراتا ہے، اس کے عذاب سے کہیں پناہ نہیں، دیکھو وہ تمہیں اپنی رحمت کی طرف بلاتا ہے، بے اس کی رحمت کے کہیں نباہ نہیں، دیکھو اور گناہ تو نرے گناہ ہوتے ہیں جن پر عذاب کا استحقاق ہو مگر ایمان نہیں جاتا، عذاب ہو کر خواہ رب کی رحمت حبیب کی شفاعت سے بے عذاب ہی چھٹکارا ہو جائے گا یا ہو سکتا ہے مگر یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا مقام ہے ان کی عظمت ان کی محبت مدارِ ایمان ہے قرآنِ مجید کی آیتیں سن چکے کہ جو اس معاملہ میں کمی کرے اس پر دونوں جہان میں خدا کی لعنت ہے۔ دیکھو جب ایمان گیا پھر اصلا ابدالآباد تک کبھی کسی طرح ہرگز اصلاً عذابِ شدید سے رہائی نہ ہوگی گستاخی کرنے والے جن کا تم یہاں کچھ پاس لحاظ کرو وہاں اپنی بھگت رہے ہونگے تمہیں بچانے نہ آئیں گے اور آئیں تو کیا کر سکتے ہیں، پھر ایسوں کا لحاظ کر کے اپنی جان کو ہمیشہ ہمیشہ غضبِ جبار و عذابِ نار میں پھنسا دینا کیا عقل کی بات ہے۔ للہ للہ ذرا دیر کو اللہ و رسول کے سوا سب این و آں سے نظر اٹھا کر آنکھیں بند کرو اور گردن جھکا کر اپنے آپ کو اللہ واحد قہار کے سامنے حاضر سمجھو اور نرے خالص سچے اسلامی دل کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم عظمت بلند عزت رفیع وجاہت جو ان کے رب نے انہیں بخشی اور ان کی تعظیم، ان کی توقیر پر ایمان و اسلام کی بنا رکھی اسے دل میں جما کر انصاف و ایمان سے کہو کیا جس نے کہا

---

کہ شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخرِ عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے؟ اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی نہ کی؟ کیا اس نے ابلیسِ لعین

کے علم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ اقدس پر نہ بڑھایا کیا وہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وسعتِ علم سے کافر ہو کہ شیطان کی وسعتِ علم پر ایمان نہ لایا۔ مسلمانو خود اسی بدگو سے اتنا ہی کہہ دیکھو کہ او علم میں شیطان کے ہمسر دیکھو! تو وہ برا مانتا ہے یا نہیں حالانکہ اسے تو علم میں شیطان سے کم بھی نہ کہا بلکہ شیطان کے برابر ہی بتایا پھر کم کہنا کیا توہین نہ ہوگی اور اگر وہ اپنی بات پلٹنے کو اس پر ناگواری ظاہر نہ کرے اگرچہ دل میں قطعاً ناگوار مانے گا تو اسے چھوڑیئے اور کسی معظم سے کہہ دیجئے اور پورا ہی امتحان مقصود ہو تو کیا کچہری میں جا کر آپ کسی حاکم کو ان ہی لفظوں سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ دیکھئے! ابھی ابھی کھلا جاتا ہے کہ توہین ہوئی اور بیشک ہوئی پھر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنا کفر نہیں، ضرور ہے اور بالیقین ہے۔ کیا جس نے شیطان کی وسعتِ علم کو نص سے ثابت مان کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وسعتِ علم ماننے والے کو کہا تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے اور کہا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے اس نے ابلیس لعین کو خدا کا شریک مانا یا نہیں؟ ضرور مانا کہ جو بات مخلوق میں ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہوگی وہ جس کسی کے لئے ثابت کی جائے قطعاً شرک ہی رہے گی کہ خدا کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ وسعتِ علم ماننی شرک ٹھہرائی جس میں کوئی حصہ ایمان کا نہیں تو ضرور اتنی وسعت خدا کی وہ خاص صفت ہوئی جس کو خدائی لازم ہے جب تو نبی کے لئے اس کا ماننے والا کافر مشرک ہوا اور اس نے وہی وسعت وہی صفت خود اپنے منہ ابلیس کے لئے ثابت مانی تو صاف صاف شیطان کو خدا کا شریک ٹھہرا دیا۔ مسلمانو کیا یہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں کی توہین نہ ہوئی؟ ضرور ہوئی۔ اللہ کی توہین تو ظاہر ہے کہ اس کا شریک بنایا اور وہ بھی کسے؟ ابلیس لعین کو! اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین یوں کہ ابلیس کا مرتبہ اتنا بڑھا دیا کہ وہ تو خدا کی خاص صفت میں حصہ دار ہے اور یہ اس سے ایسے محروم کہ ان کے لئے ثابت مانو تو مشرک ہو جاؤ۔ مسلمانو! کیا خدا و رسول کی توہین کرنے والا کافر نہیں؟ ضرور ہے۔ کیا جس نے کہا کہ بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ

جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیا اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالی نہ دی؟ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا ہی علم غیب دیا گیا تھا جتنا ہر پاگل اور ہر چوپائے کو حاصل ہے!

مسلمان! مسلمان! اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی! تجھے اپنے دین و ایمان کا واسطہ، کیا اس ناپاک ملعون گالی کے صریح گالی ہونے میں تجھے کچھ شبہ گنجائش ہو سکتا ہے؟ معاذ اللہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت تیرے دل سے ایسی نکل گئی ہو کہ اس شدید گالی میں بھی ان کی توہین نہ جانے اور اگر اب بھی تجھے اعتبار نہ آئے تو خود ان ہی بدگویوں سے پوچھ! دیکھ کہ آیا تمہیں اور تمہارے استادوں، پیر جیوں کو کہہ سکتے ہیں کہ اے فلاں! تجھے اتنا ہی علم ہے جتنا سؤر کو ہے، تیرے استاد کو ایسا ہی علم تھا جیسا کتے کو ہے، تیرے پیر کو اسی قدر علم تھا جس قدر گدھے کو ہے، یا مختصر طور پر اتنا ہی ہو کہ ادھ علم میں اُلو، گدھے، کتے، سؤر کے ہمسر! دیکھو تو وہ اس میں اپنی اور اپنے استاد پیر کی توہین سمجھتے ہیں یا نہیں؟ قطعاً سمجھیں گے اور قابو پائیں تو سر ہو جائیں، پھر کیا سبب ہے کہ جو کلمہ ان کے حق میں توہین و کسر شان ہو، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہ ہو، کیا معاذ اللہ ان کی عظمت ان سے بھی گئی گذری ہے؟ کیا اسی کا نام ایمان ہے؟ حاشا للہ! حاشا للہ! کیا جس نے کہا کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے، پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالاتِ نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوت سے کب ہو سکتا ہے؟ اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے، انتہیٰ۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جانوروں پاگلوں میں فرق نہ جاننے والا حضور کو گالی نہیں دیتا، کیا اس نے اللہ عزوجل کے کلام کا صراحۃً رد و ابطال نہ کر دیا، دیکھو:

## تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ

عَظِیْمًا ط علہ

"اے نبی! اللہ نے تم کو سکھایا جو تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے"

یہاں نامعلوم باتوں کا علم عطا فرمانے کو اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات و مدائح میں شمار فرمایا اور فرماتا ہے وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ[1] "بیشک یعقوب ہمارے سکھائے سے علم والا ہے" اور فرماتا ہے وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ[2] "ملائکہ نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو ایک علم والے لڑکے اسحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت دی" اور فرماتا ہے وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا[3] "ہم نے خضر کو اپنے پاس سے ایک علم سکھایا" وغیرہا آیات، جن میں اللہ تعالیٰ نے علم کو کمالاتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام والثناء میں گنا۔ اب زید کی جگہ اللہ عزوجل کا نام پاک لیجئے اور علمِ غیب کی جگہ مطلق علم، جس کا ہر حصہ پائے کو ملنا اور بھی ظاہر ہے اور دیکھئے کہ اس بدگوئے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تقریر کس طرح کلام اللہ عزوجل کا رد کر رہی ہے یعنی یہ بدگو خدا کے مقابل کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ آپ (یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی ذاتِ مقدسہ پر علم کا اطلاق کیا جانا اگر بقولِ خدا صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علوم، اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں حضور اور دیگر انبیاء کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی بات کا علم ہوتا ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم کہا جائے، پھر اگر خدا اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم کہوں گا تو پھر علم کو منجملہ کمالاتِ نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالاتِ نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا لازم ہے، اور اگر تمام علوم مراد ہیں۔ اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے انتہٰی۔

پس ثابت ہوا کہ خدا کے وہ سب اقوال اس کی اسی دلیل سے باطل ہیں۔ مسلمانو! دیکھا کہ اس بدگو نے فقط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو گالی نہ دی بلکہ ان کے رب جل وعلا

---

[1] پ۱۳ ع ۲ سورہ یوسف۔ [2] پ۲۶ ع ۱۹ سورہ الذاریات۔ [3] پ۱۶ ع ۲۰ سورہ الکہف۔
[4] پ۵ ع ۱۴ سورہ النساء۔

کے کلاموں کو بھی باطل و مردود کر دیا۔ مسلمانو! جس کی جرأت یہاں تک پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کو پاگلوں اور جانوروں کے علم سے ملا دے اور ایمان و اسلام و انسانیت سب سے آنکھیں بند کر کے صاف کہہ دے کہ نبی اور جانور میں کیا فرق ہے، اس سے کیا تعجب کہ خدا کے کلاموں کو رد کر دے، باطل بتائے، پسِ پشت ڈالے، زیرِ پا ملے بلکہ جو یہ سب کچھ کلام اللہ کے ساتھ کر چکا وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس گالی پر جرأت کر سکے گا مگر ہاں اس سے دریافت کرو کہ آپ کی یہ تقریر خود آپ اور آپ کے اساتذہ میں جاری ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ہے تو کیا جواب؟ ہاں ان بدگویوں سے کہو! کیا آپ حضرات اپنی تقریر کے طور پر جو آپ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جاری کی، خود اپنے آپ سے اس دریافت کی اجازت دے سکتے ہیں کہ آپ صاحبوں کو عالم فاضل مولوی ملّا چنیں چناں فلاں فلاں کیوں کہا جاتا ہے اور حیوانات و بہائم مثلاً کتے سؤر کو کوئی ان الفاظ سے تعبیر نہیں کرتا۔ ان مناصب کے باعث آپ کے اتباع و اذناب آپ کی تعظیم تکریم توقیر کیوں کرتے، دست و پا پر بوسہ دیتے ہیں اور جانوروں مثلاً اُلّو، گدھے کے ساتھ کوئی یہ برتاؤ نہیں برتتا، اس کی وجہ کیا ہے؟ کل علم تو قطعاً آپ صاحبوں کو بھی نہیں اور بعض میں آپ کی کیا تخصیص؟ ایسا علم تو اُلّو، گدھے، کتے، سؤر سب کو حاصل ہے تو چاہیے کہ ان سب کو عالم و فاضل و چنیں و چناں کہا جائے۔ پھر اگر آپ اس کا التزام کریں کہ ہاں ہم سب کو علماء کہیں گے تو پھر علم کو آپ کے کمالات میں کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو، گدھے، کتے، سؤر سب کو حاصل ہو وہ آپ کے کمالات سے کیوں ہوا؟ اور اگر التزام نہ کیا جائے تو آپ ہی کے بیان سے آپ میں اور گدھے، کتے، سؤر میں وجہِ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ فقط

مسلمانو! یوں دریافت کرتے ہی بعونہٖ تعالیٰ صاف کھل جائے گا کہ ان بدگویوں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسی صریح شدید گالی دی اور ان کے رب عزوجل کے قرآن مجید کو جا بجا کیسا رد و باطل کر دیا۔ مسلمانو! خاص اس بدگو اور اس کے ساتھیوں سے پوچھو، ان پر خود ان کے اقرار سے قرآن عظیم کی یہ آیات چسپاں ہوئیں یا نہیں۔۔۔

## تمہارا ربّ عزوجل فرماتا ہے :

وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ ۖ لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا ۚ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ ۝ [1]

" اور بیشک ضرور ہم نے جہنم کے لئے پھیلا رکھے ہیں، بہت سے جن اور آدمی ان کے وہ دل ہیں جن سے حق کو نہیں سمجھتے اور وہ آنکھیں جن سے حق کا راستہ نہیں سوجھتے اور وہ کان جن سے حق بات نہیں سنتے، وہ چوپائیوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر بہکے ہوئے وہی لوگ غفلت میں پڑے ہیں "

اور فرماتا ہے :

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ۝ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۝ [2]

" بھلا دیکھ تو جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا تو کیا تو اس کا ذمہ لے گا یا تجھے گمان ہے کہ ان میں بہت سے کچھ سنتے یا عقل رکھتے ہیں وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے، بلکہ وہ تو ان سے بھی بڑھ کر گمراہ ہیں "

ان بدگویوں نے چوپایوں کا علم تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علم کے برابر مانا۔ اب ان سے پوچھئے کیا تمہارا علم انبیاء یا خود حضور سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثناء کے برابر ہے، ظاہراً اس کا دعویٰ نہ کریں گے اور اگر کہہ بھی دیں کہ جب چوپایوں سے برابری کر دی، آپ تو دو پائے ہیں برابری ماننے کیا مشکل ہے، تو یوں پوچھئے تمہارے استادوں پیروں، ملّانوں میں کوئی بھی ایسا گزرا جو تم سے علم میں نہ زیادہ ہو یا سب ایک برابر ہو؟ آخر کہیں تو فرق نکالیں گے تو ان کے وہ استاد وغیرہ تو ان کے اقرار سے علم میں چوپائیوں

---

[1] پ ۹ ع ۱۲، سورۃ الاعراف۔ [2] پ ۱۹ ع ۱۲، سورۃ الفرقان۔

کے برابر ہوئے اور یہ ان سے علم میں کم ہیں، جب تو ان کی شاگردی کی اور جو ایک مساوی سے کم ہو دوسرے سے بھی ضرور کم ہوگا تو یہ حضرات خود اپنی تقریر کی رو سے چوپایوں سے بڑھ کر گمراہ ہوئے اور ان آیتوں کے مصداق ٹھہرے کَذٰلِکَ الْعَذَابُ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝[1]

مسلمانو! یہ حالتیں تو ان کلمات کی تھیں جن میں انبیائے کرام و حضور پرنور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہاتھ صاف کئے گئے، پھر ان عبارات کا کیا پوچھنا جن میں اصالۃً بالقصد رب العزت عزجلالہٗ کی عزت پر حملہ کیا گیا ہو۔ خدارا انصاف کیا جس نے کہا کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوعِ کذبِ باری کا قائل نہیں ہوں یعنی وہ شخص اس کا قائل ہے کہ خدا بالفعل جھوٹا ہے جھوٹ بولا جھوٹ بولتا ہے۔ اس کی نسبت یہ فتویٰ دینے والا کہ اگرچہ اس نے تاویلِ آیات میں خطا کی مگر تاہم اس کو کافر یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیئے جس نے کہا کہ اس کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیئے، جس نے کہا کہ اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے۔ حنفی شافعی پر طعن و تضلیل نہیں کر سکتا یعنی خدا کو معاذ اللہ جھوٹا کہنا بہت سے علمائے سلف کا بھی مذہب تھا۔ یہ اختلاف حنفی شافعی کا سا ہے۔ کسی نے ہاتھ ناف سے اوپر باندھے، کسی نے نیچے، ایسا ہی اسے بھی سمجھو کہ کسی نے خدا کو سچا کہا کسی نے جھوٹا، لہٰذا ایسے کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیئے یعنی جو خدا کو جھوٹا کہنے سے گمراہ کیا، معنی گنہگار بھی نہ کہو۔ کیا جس نے یہ سب تو اس مکذب خدا کی نسبت بتایا اور یہیں خود اپنی طرف سے باوصف اس کے معنی اقرار کہ قدرۃ علی الکذب مع امتناع الوقوع مسئلۂ اتفاقیہ ہے صاف صریح کہہ دیا کہ وقوعِ کذب کے معنی درست ہو گئے یعنی یہ بات ٹھیک ہو گئی کہ خدا سے کذب واقع ہوا، کیا یہ شخص مسلمان رہ سکتا ہے؟ کیا جو ایسے کو مسلمان سمجھے خود مسلمان ہو سکتا ہے؟ مسلمانو! خدارا انصاف، ایمان نام کاہے کا تھا تصدیق الٰہی کا، تصدیق کا صریح مخالف کیا ہے تکذیب، تکذیب کے کیا معنی ہیں کسی کی طرف کذب منسوب کرنا۔ جب صراحۃً خدا کو کاذب کہہ کر بھی ایمان باقی رہے تو خدا جانے ایمان کس جانور کا نام ہے؟ خدا جانے مجوس و ہنود و نصاریٰ و یہود کیوں کافر ہوئے؟ ان میں تو کوئی صاف صاف اپنے معبود کو جھوٹا

[1] پ ۲۴ ع ۱۷، سورہ الزمر۔

بھی نہیں بتاتا ہاں معبودِ برحق کی باتوں کو یوں نہیں مانتے کہ انہیں اس کی باتیں ہی نہیں جانتے یا تسلیم نہیں کرتے ایسا تو دنیا کے پردے پر کوئی کافر سا کافر بھی شاید نہ نکلے کہ خدا کو خدا مانتا، اس کے کلام کو اس کا کلام جانتا اور پھر بے دھڑک کہتا ہو کہ اس نے جھوٹ کہا، اس سے وقوعِ کذب کے معنی درست ہو گئے۔ غرض کوئی ذی انصاف شک نہیں کر سکتا کہ ان تمام بدگویوں نے منہ بھر کر اللہ و رسول کو گالیاں دی ہیں، اب یہی وقت امتحان الٰہی ہے، واحد قہار جبار عزجلالہ سے ڈرو اور وہ آیتیں کہ اوپر گزریں، پیشِ نظر رکھ کر عمل کرو۔ آپ تمہارا ایمان تمہارے دلوں میں تمام بدگویوں سے نفرت بھر دے گا ہرگز اللہ و رسول اللہ جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل تمہیں ان کی حمایت نہ کرنے دیگا تم کو ان سے گھن آئے گی نہ کہ ان کی پچ کرو، اللہ و رسول کے مقابل ان کی گالیوں میں مہمل و بیہودہ تاویل گڑھو، لِلّٰہ انصاف! اگر کوئی شخص تمہارے ماں باپ استاد، پیر کو گالیاں دے اور نہ صرف زبانی بلکہ لکھ لکھ کر چھاپے، شائع کرے۔ کیا تم اس کا ساتھ دو گے یا اس کی بات بنانے کو تاویلیں گڑھو گے یا اس کے بکنے سے بے پرواہی کر کے اس سے بدستور صاف رہو گے؟ نہیں نہیں! اگر تم میں انسانی غیرت، انسانی حمیت، ماں باپ کی عزت حرمت عظمت محبت کا نام نشان بھی لگارہ گیا ہے تو اس بدگو دشنامی کی صورت سے نفرت کرو گے، اس کے سائے سے دور بھاگو گے، اس کا نام سنکر غیظ لاؤ گے جو اس کے لئے بناوٹیں گڑھے۔ اس کے بھی دشمن ہو جاؤ گے، پھر خدا کے لئے ماں باپ کو ایک پلہ میں رکھو اور اللہ واحد قہار و محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت پر ایمان کو دوسرے پلہ میں، اگر مسلمان ہو تو ماں باپ کی عزت کو اللہ و رسول کی عزت سے کچھ نسبت نہ مانو گے، ماں باپ کی محبت و حمایت کو اللہ و رسول کی محبت و خدمت کے آگے ناچیز جانو گے تو واجب واجب واجب، لاکھ لاکھ واجب سے بڑھ کر واجب کہ ان کے بدگو سے وہ نفرت و دوری و غیظ و جدائی ہو کہ ماں باپ کے دشنام دہندہ کے ساتھ اس کا ہزارواں حصہ نہ ہو۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کے لئے ان سات نعمتوں کی بشارت ہے۔ مسلمانو! تمہارا یہ ذلیل خیر خواہ امید کرتا ہے کہ اللہ واحد قہار کی ان آیات اور اس بیان شافی واضح البینات

کے بعد اس بارہ میں آپ سے زیادہ عرض کی حاجت نہ ہو تمہارے ایمان خود ہی ان بدگویوں سے وہی پاک مبارک الفاظ بول اٹھیں گے جو تمہارے رب عزوجل نے قرآنِ عظیم میں تمہارے سکھانے کو قومِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے نقل فرمائے۔

## تمہارا ربّ عزوجل فرماتا ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرٰهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ (الی قولہ تعالیٰ) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ط وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝

"بیشک تمہارے لئے ابراہیم اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں میں اچھی رئیس ہے، جب وہ اپنی قوم سے بولے بیشک ہم تم سے بیزار ہیں اور ان سب سے جنکو تم خدا کے سوا پوجتے ہو۔ ہم تمہارے منکر ہوئے اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ہمیشہ کو ظاہر ہوگئی، جبتک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ، بیشک ضرور ان میں تمہارے لئے عمدہ رئیس تھی اس کے لئے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہو، اور جو منہ پھیرے تو بیشک اللہ ہی بے پرواہ سراہا گیا ہے۔"

یعنی وہ جو تم سے یہ فرما رہا ہے کہ جس طرح میرے خلیل اور ان کے ساتھ والوں نے کیا کہ میرے لئے اپنی قوم کے صاف دشمن ہوگئے اور تنکا توڑ کر ان سے جدائی کرلی اور کھول کر کہہ دیا کہ ہم سے تم سے کچھ علاقہ نہیں، ہم تم سے قطعی بیزار ہیں، تمہیں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔ یہ تمہارے بھلے کو تم سے فرما رہے ہیں، مانو تو تمہاری خیر ہے نہ مانو تو اللہ کو تمہاری کچھ پرواہ نہیں جہاں وہ میرے دشمن ہوئے ان کے ساتھ تم بھی سہی، میں تمام جہان سے غنی ہوں اور تمام خوبیوں سے موصوف، جل وعلا وتبارک وتعالیٰ۔

## یہ تو قرآنِ عظیم کے احکام تھے

اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی چاہے گا ان پر عمل کی توفیق دے گا مگر یہاں دو فرقے ہیں جن کو ان احکام میں عذر پیش آتے ہیں۔ اوّل بے علم نادان، ان کے عذر دو قسم کے ہیں عذرِ اوّل فلاں تو ہمارا استاد یا بزرگ یا دوست ہے، اس کا جواب تو قرآنِ عظیم کی متعدد آیات سے سن چکے کہ رب عزوجل نے بار بار بتکرار صراحۃً فرما دیا کہ غضبِ الٰہی سے بچنا چاہتے ہو تو اس باب میں اپنے باپ کی بھی رعایت نہ کرو۔ عذرِ دوم صاحب یہ بدگو لوگ بھی تو مولوی ہیں، بھلا مولویوں کو کیونکر کافر سمجھیں یا برا جانیں، اس کا جواب؟

## تمہارا ربّ عزوجل فرماتا ہے:

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝[1]

"بھلا دیکھ تو جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا اور اللہ نے علم ہوتے سامنے اسے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھ پر پٹی چڑھا دی تو کون اسے راہ پر لائے اللہ کے بعد، تو کیا تم دھیان نہیں کرتے؟"

اور فرماتا ہے:

مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝[2]

"وہ جن پر توریت کا بوجھ رکھا گیا پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا ان کا حال اس گدھے کا سا ہے جس پر کتابیں لدی ہوں۔ کیا بری مثال ہے ان کی جنہوں نے خدا کی آیتیں جھٹلائیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔"

---

[1] پ ۲۵ ع ۱۹، سورہ الجاثیہ۔ [2] پ ۲۸ ع ۱۰، سورہ الجمعہ۔

اور فرماتا ہے :

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ سَاۗءَ مَثَلَۨا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ۝ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ ع

"انھیں پڑھ کر سنا خبر اس کی جسے ہم نے اپنی آیتوں کا علم دیا تھا، وہ ان سے نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا کہ گمراہ ہو گیا اور ہم چاہتے تو اس علم کے باعث اسے گرے سے اٹھا لیتے مگر وہ تو زمین پکڑ گیا اور اپنی خواہش کا پیرو ہو گیا تو اس کا حال کتے کی طرح ہے تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکال کر ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے یہ ان کا حال ہے جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں تو ہمارا یہ ارشاد بیان کر یہ شاید لوگ سوچیں، کیا برا حال ہے ان کا جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور اپنی ہی جانوں پر ستم ڈھاتے تھے جسے خدا ہدایت کرے وہی راہ پائے اور جسے گمراہ کرے تو وہی سراسر نقصان میں ہیں"

یعنی ہدایت کچھ علم پر نہیں خدا کے اختیار ہے۔ یہ آیتیں ہیں اور حدیثیں جو گمراہ عالموں کی مذمت میں ہیں ان کا تو شمار ہی نہیں یہاں تک کہ ایک حدیث میں ہے، دوزخ کے فرشتے بت پرستوں سے پہلے انہیں پکڑیں گے، یہ کہیں گے کیا ہمیں بت پوجنے والوں سے بھی پہلے لیتے ہو، جواب ملے گا لیس من یعلم کمن لا یعلم[1] "جاننے والے اور انجان برابر نہیں"

---

[1] یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر اور ابو نعیم نے حلیہ میں انس سے روایت کی کہ نبی کریم نے فرمایا ۱۲ منہ عہ پ ۹ ع ۱۲، سورہ الاعراف۔

بھائیو! عالم کی عزت تو اس بنا پر تھی کہ وہ نبی کا وارث ہے، نبی کا وارث وہ جو ہدایت پر ہو اور جب گمراہی پر ہے تو نبی کا وارث ہوا یا شیطان کا؟ اس وقت اس کی تعظیم نبی کی تعظیم ہوتی۔ اب اس کی تعظیم شیطان کی تعظیم ہوگی۔

یہ اس صورت میں ہے کہ عالم کفر سے نیچے کسی گمراہی میں ہو جیسے بدمذہبوں کے علماء، پھر اس کا کیا پوچھنا جو خود کفر شدید میں ہو اسے عالم دین جاننا ہی کفر ہے نہ کہ عالم دین جان کر اس کی تعظیم۔ بھائیو! علم اس وقت نفع دیتا ہے کہ دین کے ساتھ ہو ورنہ پنڈت یا پادری کیا اپنے یہاں کے عالم نہیں۔ ابلیس کتنا بڑا عالم تھا پھر کیا کوئی مسلمان اس کی تعظیم کرے گا؟ اسے تو معلم الملکوت کہتے ہیں یعنی فرشتوں کو علم سکھاتا تھا۔ جب سے اس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے منہ موڑا حضور[1] کا نور کہ پیشانی آدم علیہ السلام میں رکھا گیا، اسے سجدہ نہ کیا، اس وقت سے لعنت ابدی کا طوق اس کے گلے میں پڑا، دیکھو جب سے اس کے شاگردانِ رشید اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہیں، ہمیشہ اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ہر رمضان میں مہینہ بھر اسے زنجیروں میں جکڑتے ہیں، قیامت کے دن کھینچکر جہنم میں ڈھکیلیں گے۔ یہاں سے علم کا جواب بھی واضح ہو گیا اور استاذی کا بھی بھائیو کروڑ کروڑ افسوس ہے اس ادعائے سلمانی پر کہ اللہ واحد قہار اور محمد رسول اللہ سید الابرار صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ استاد کی وقعت ہو، اللہ و رسول سے بڑھ کر بھائی یا دوست، یا دنیا میں کسی کی محبت ہو۔ اے رب! ہمیں سچا ایمان دے صدقہ اپنے حبیب کی سچی عزت سچی رحمت کا، صلی اللہ علیہ وسلم، آمین۔

---

[1] تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی ج ۲ ص ۴۵۵ زیر قولہ تعالے تلک الرسل فضلنا ان الملئکۃ امروا بالسجود لادم لاجل ان نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی جبھۃ ادم۔ تفسیر نیشاپوری ج ۳ ص، سجود الملئکۃ لادم انما کان لاجل نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم الذی کان فی جبھتہ دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ فرشتوں کا آدم کو سجدہ کرنا اس لئے تھا کہ ان کی پیشانی میں نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا ۱۲ منہ

# فرقۂ دوم

معاندین و دشمنانِ دین کہ خود انکارِ ضروریاتِ دین رکھتے ہیں اور صریح کفر کرکے اپنے اوپر سے نام کفر مٹانے کو اسلام و قرآن و خدا و رسول و ایمان کے ساتھ تمسخر کرتے اور براہ اغوا و تلبیس و شیوۂ ابلیس وہ باتیں بناتے ہیں کہ کسی طرح ضروریاتِ دین ماننے کی قید اٹھ جائے اسلام فقط طوطے کی طرح زبان سے کلمہ رٹ لینے کا نام رہ جائے، بس کلمہ کا نام لیتا ہو پھر چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے، چاہے رسول کو سڑی سڑی گالیاں دے، اسلام کسی طرح نہ جائے بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ یہ مسلمانوں کے دشمن، اسلام کے عدو، عوام کو چھلنے اور خدائے واحد قہار کا دین بدلنے کے لئے چند شیطانی مکر پیش کرتے ہیں۔ **مکر اوّل** اسلام نام کلمہ گوئی کا ہے۔ حدیث میں فرمایا من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ "جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا جنت میں جائے گا"۔ پھر کسی قول یا فعل کی وجہ سے کافر کیسے ہو سکتا ہے؟

مسلمانو! ذرا ہوشیار خبردار، اس مکر ملعون کا حاصل یہ ہے کہ زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے، آدمی کا بیٹا اگر اسے گالیاں دے، جوتیاں مارے، کچھ کرے اس کے بیٹے ہونے سے نہیں نکل سکتا، یونہی جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا اب وہ چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے، چاہے رسول کو سڑی سڑی گالیاں دے، اس کا اسلام نہیں بدل سکتا۔ اس مکر کا جواب ایک تو اسی آیۂ کریمہ الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ میں گزرا، کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ زبانی ادعائے اسلام پر چھوڑ دیئے جائیں گے اور امتحان نہ ہوگا؟ اسلام اگر فقط کلمہ گوئی کا نام تھا تو وہ بیشک حاصل تھی پھر لوگوں کا گھمنڈ کیوں غلط تھا جسے قرآنِ عظیم رد فرما رہا ہے، نیز:

## تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا

وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ط[1]

"یہ گنوار کہتے ہیں ہم ایمان لائے تم فرما دو ایمان تو تم نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع الاسلام ہوئے ایمان ابھی تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا"

اور فرماتا ہے:

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ط وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝[2]

"منافقین جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک حضور یقیناً خدا کے رسول ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ بیشک تم ضرور اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک یہ منافق ضرور جھوٹے ہیں"

دیکھو کیسی لمبی چوڑی کلمہ گوئی، کیسی کیسی تاکیدوں سے مؤکد، کیسی کیسی قسموں سے مؤید ہرگز موجبِ اسلام نہ ہوئی اور اللہ واحد قہار نے ان کے جھوٹے کذاب ہونے کی گواہی دی تو من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ کا یہ مطلب گڑھنا صراحۃً قرآنِ عظیم کا رد کرنا ہے۔ ہاں جو کلمہ پڑھنا اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو ہم اسے مسلمان جانیں گے جب تک اس سے کوئی کلمہ کوئی حرکت کوئی فعل منافیٔ اسلام نہ صادر ہو، بعد صدورِ منافی ہرگز کلمہ گوئی کام نہ دے گی۔

## تمہارا ربّ عزوجل فرماتا ہے

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۘ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ ۝[3]

"خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ بیشک وہ یہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے"

ابنِ جریر و طبرانی و ابو الشیخ و ابن مردویہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے

---

[1] پ ۲۶ ع ۱۴، سورہ الحجرات۔ [2] پ ۲۸ ع ۱۳، سورہ المنافقون۔ [3] پ ۱۰ ع ۱۶ سورہ التوبہ

روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک پیڑ کے سایہ میں تشریف فرما تھے، ارشاد فرمایا عنقریب ایک شخص آئے گا کہ تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھیگا وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا۔ سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا، اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے گستاخی نہ کی اور بیشک ضرور وہ یہ کفر کا کلمہ بولے اور تیری شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔ دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمۂ کفر ہے اور اس کا کہنے والا اگرچہ لاکھ مسلمانی کا مدعی کروڑ بار کا کلمہ گو ہو، کافر ہو جاتا ہے اور فرماتا ہے:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ[1]

"اور اگر تم ان سے پوچھو تو بیشک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے، تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔"

ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ امام مجاہد تلمیذِ خاص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں۔

انه قال فی قوله تعالیٰ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادی کذا وما یدریه بالغیب۔

یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی، اس کی تلاش تھی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے، محمد غیب کیا جانیں؟"

---

[1] پ ۱۰ ع ۱۴، سورہ التوبہ۔

اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیتِ کریمہ اتاری کہ کیا اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ: تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہو گئے۔ (دیکھو تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر، جلد دہم صفحہ ۱۰۵ و تفسیر درمنثور امام جلال الدین سیوطی جلد سوم صفحہ ۲۵۷)

مسلمانو! دیکھو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اتنی گستاخی کرنے سے کہ وہ غیب کیا جانیں، کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ بہانے نہ بناؤ تم اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔ یہاں سے وہ حضرات بھی سبق لیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیب سے مطلقاً منکر ہیں۔ دیکھو یہ قول منافق کا ہے اور اس کے قائل کو اللہ تعالیٰ نے اللہ و قرآن و رسول سے ٹھٹھا کرنے والا بتایا اور صاف صاف کافر مرتد ٹھہرایا اور کیوں نہ ہو کہ غیب کی بات جاننی شانِ نبوت ہے جیسا کہ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی و امام احمد قسطلانی و مولانا علی قاری و علامہ محمد زرقانی وغیرہم اکابر نے تصریح فرمائی جس کی تفصیل رسائلِ علمِ غیب میں بفضلہ تعالیٰ بروجہ اعلیٰ مذکور ہوئی پھر اس کی سخت شامت کمال ضلالت کا کیا پوچھنا جو غیب کی ایک بات بھی خدا کے بتائے سے بھی نبی کو معلوم[1] ہونا محال و ناممکن بتاتا ہے، اس کے نزدیک اللہ سے سب چیزیں غائب ہیں اور اللہ کو اتنی قدرت نہیں کہ کسی کو ایک غیب کا علم دے سکے، اللہ تعالیٰ شیطان کے دھوکوں سے پناہ دے۔ آمین۔

ہاں بے خدا کے بتائے کسی کو ذرہ بھر کا علم ماننا ضرور کفر ہے اور جمیع معلوماتِ الٰہیہ کو علم مخلوق کا محیط ہونا بھی باطل اور اکثر علماء[2] کے خلاف ہے لیکن روزِ ازل سے روزِ آخر تک کا ماکان و مایکون اللہ تعالیٰ کے معلومات سے وہ نسبت بھی نہیں رکھتا جو ایک ذرے کے لاکھویں، کروڑویں حصے بابر تری کو کروڑہا کروڑ سمندروں سے ہو بلکہ یہ خود علومِ محمدیہ

---

[1] اس نئے شاخسانے کے رد میں بفضلہ تعالیٰ چار رسالے ہیں، الاٰیۃ جواز نیل الغیب، الجلاء الکامل، ابراز المکنون، میل المداۃ، جن میں بیلا انشاء اللہ تعالیٰ اردو ترجمہ عنقریب شائع ہوگا اور باقی تین بھی بعونہ تعالیٰ اس کے بعد وباللہ التوفیق ۱۲

[2] اکثر کی قید کا فائدہ رسالہ الفیوض المکیہ لمعجب المدولۃ المکیہ میں ملاحظہ ہوگا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے۔ ان تمام امور کی تفصیل الدولۃ المکیہ وغیرہا میں ہے خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا اور انشاء اللہ العظیم بہت مفید تھا۔ اب بحث سابق کی طرف عود کیجئے۔ اس فرقۂ باطلہ کا **مکر دوم** یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے کہ لانکفر احدا من اھل القبلۃ۔ ہم اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہیں کہتے اور حدیث میں ہے جو ہماری نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے، وہ مسلمان ہے مسلمانو! اس مکر خبیث میں ان لوگوں نے بڑی کلمہ گوئی سے حد دل کر کے صرف قبلہ روئی کا نام ایمان رکھدیا یعنی جو قبلہ رو ہو کر نماز پڑھ لے مسلمان ہے اگرچہ اللہ عزوجل کو جھوٹا کہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دے، کسی صورت طرح ایمان نہیں ٹلتا ع چوں وضوئے محکم بی بی تمیز، اولاً اس مکر کا جواب :

## تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۝[1]

"اصل نیکی یہ نہیں ہے کہ اپنا منہ نماز میں پورب یا پچھاں کو کرو بلکہ اصل نیکی یہ ہے کہ آدمی ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور قرآن اور تمام انبیاء پر"

دیکھو صاف فرمادیا کہ ضروریاتِ دین پر ایمان لانا ہی اصل کار ہے بغیر اس کے نماز میں قبلہ کو منہ کرنا کوئی چیز نہیں، اور فرماتا ہے :

وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝[2]

"وہ جو خرچ کرتے ہیں اس کا قبول ہونا بند نہ ہوا مگر اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور رسول کے ساتھ کفر کیا اور نماز کو نہیں آتے مگر جی ہارے اور خرچ نہیں کرتے مگر بُرے

---

[1] پ ۲ ع ۶ ، سورہ البقرہ۔ [2] پ ۱۰ ع ۱۳ ، سورہ التوبہ۔

دل سے "

دیکھو ان کا نماز پڑھنا بیان کیا اور پھر انہیں کافر فرمایا، کیا وہ قبلہ کو نماز نہیں پڑھتے تھے؛ فقط قبلہ کیسا، قبلۂ دل وجاں، کعبۂ دین وایمان، سرورِ عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے جانبِ قبلہ نماز پڑھتے تھے، اور فرماتا ہے :

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ۭ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝ [1]

" پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز برپا رکھیں اور زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں، اور ہم پتے کی بات صاف بیان کرتے ہیں علم والوں کے لئے، اور اگر قول واقرار کرکے پھر اپنی قسمیں توڑیں اور تمہارے دین پر طعن کریں تو کفر کے پیشواؤں سے لڑو، ان کی قسمیں کچھ نہیں، شاید وہ باز آئیں "

دیکھو نماز وزکوٰۃ والے اگر دین پر طعنہ کریں تو انہیں کفر کا پیشوا، کافروں کا سرغنہ فرمایا کیا خدا اور رسول کی شان میں وہ گستاخیاں دین پر طعنہ نہیں، اس کا بیان بھی سنئے :

## تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے :

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ [2]

" کچھ یہودی بات کو اس کی جگہ سے بدلتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنیے آپ سنائے نہ جائیں اور رَاعِنَا کہتے ہیں زبان پھیر کر اور دین پر طعنہ کرنے کو

---

[1] پ ۱۰ ع ۸ - سورہ التوبہ۔ [2] پ ۶ ع ۴ سورہ النساء۔

اور اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور سنئے اور ہمیں مہلت دیجئے تو ان کے لئے بہتر اور بہت ٹھیک ہوتا لیکن ان کے کفر کے سبب اللہ نے ان پر لعنت کی ہے تو ایمان نہیں لاتے مگر کم"۔

کچھ یہودی جب دربارِ نبوت میں حاضر ہوتے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ عرض کرنا چاہتے تو یوں کہتے سنیے، آپ سنانے نہ جائیں، جس سے ظاہر تو دعا ہوتی یعنی حضور کو کوئی ناگوار بات نہ سنانے اور دل میں بددعا کا ارادہ کرتے کہ سنائی نہ دے اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ ارشاد فرماتے اور یہ بات سمجھ لینے کے لئے مہلت چاہتے تو رَاعِنَا کہتے جس کا ایک پہلوئے ظاہر یہ کہ ہماری رعایت فرمائیے اور مراد خفی رکھتے رعونت والا، اور بعض کہتے ہیں زبان دبا کر رَاعِیْنَا کہتے یعنی ہمارا چرواہا۔ جب پہلو واربات دین میں طعنہ ہوئی تو صریح وصاف کتنا سخت طعنہ ہوگی بلکہ انصاف کیجئے تو ان باتوں کا صریح بھی ان کلمات کی شناعت کو نہیں پہنچتا برا ہونے کی دعا یا رعونت یا بکریاں چرانے کی طرف نسبت کو ان الفاظ سے کیا نسبت کہ شیطان سے علم میں کمتر یا پاگلوں چوپایوں سے علم میں ہمسر اور خدا کی نسبت وہ کہ جھوٹا ہے جھوٹ بولتا ہے جو اسے جھوٹا بتائے مسلمان سنی صالح ہے، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

ثانیاً اس وہم شنیع کو مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتانا حضرتِ امام پر سخت افترا و اتہام، امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عقائد کریمہ کی کتابِ مطہر فقہ اکبر میں فرماتے ہیں :۔

صفاته تعالیٰ فی الازل غیر محدثة ولا مخلوقة فمن قال انها مخلوقة او محدثة او وقف فیها او شك فیها فهو کافر باللہ تعالیٰ۔

"اللہ تعالیٰ کی صفتیں قدیم ہیں نہ تو پیدا ہیں نہ کسی کی بنائی ہوئی تو جو انہیں مخلوق یا حادث کہے یا اس باب میں توقف کرے یا شک لائے وہ کافر ہے اور خدا کا منکر"

نیز امامِ ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الوصیہ میں فرماتے ہیں :۔

من قال بان کلام اللہ تعالیٰ مخلوق فھو کافر باللہ العظیم۔

"جو شخص کلام اللہ کو مخلوق کہے اس نے عظمت والے خدا کے ساتھ کفر کیا"

شرح فقہ اکبر میں ہے :۔

قال فخر الاسلام قد صح عن ابی یوسف انہ قال ناظرت اباحنیفۃ فی مسئلۃ خلق القراٰن فاتفق رأیی ورأیہ علیٰ ان من قال بخلق القراٰن فھو کافر وصح ھذا القول ایضاً عن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ۔

"امام فخر الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسئلہ خلقِ قرآن میں مناظرہ کیا، میری اور ان کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ جو قرآن مجید کو مخلوق کہے وہ کافر ہے اور یہ قول امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی بصحت ثبوت کو پہنچا"

یعنی ہمارے ائمہ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع و اتفاق ہے کہ قرآن عظیم کو مخلوق کہنے والا کافر ہے۔ کیا معتزلہ و کرامیہ و روافض کہ قرآن کو مخلوق کہتے ہیں اس قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھتے۔ نفسِ مسئلہ کا تجزیہ کیجیے امام مذہبِ حنفی سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں :

ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ وبانت منہ امرأتہ۔

"جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا اور اس کی جورو اس کے

نکاح سے نکل گئی "

دیکھو کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنقیصِ شان کرنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے، اس کی جورو نکاح سے نکل جاتی ہے۔ کیا مسلمان اہلِ قبلہ نہیں ہوتا یا اہلِ کلمہ نہیں ہوتا! سب کچھ ہوتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے ساتھ نہ قبلہ قبول نہ کلمہ مقبول، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

ثالثاً اصل بات یہ ہے کہ اصطلاحِ ائمہ میں اہلِ قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتا ہو ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے۔ شفاء شریف و بزازیہ و درر و غرر و فتاوی خیریہ وغیرہا میں ہے :

اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر۔

"تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ پاک میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو اس کے معذب یا کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے "

مجمع الانہر و درمختار میں ہے :

واللفظ لہ الکافر بسب نبی من الانبیاء لا تقبل توبتہ مطلقا ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر۔

"جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس کے عذاب یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے "

الحمد للہ! یہ نفسِ مسئلہ کا وہ گراں بہا جزئیہ ہے جس میں ان بدگویوں کے کفر پر اجماع تمام امت کی تصریح ہے اور یہ بھی کہ جو انہیں کافر نہ جانے خود کافر ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے :

فی المواقف لا یکفر اھل القبلۃ الا فیما فیہ انکار ما علم مجیئہ بالضرورۃ او المجمع علیہ کاستحلال المحرمات ھو لا یخفی ان المراد بقول علمائنا لا یجوز

تکفیر اھل القبلہ بذنب لیس مجرد التوجہ الی القبلۃ فان الغلاۃ من الروافض الذین یدعون ان جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام غلط فی الوحی فان اللہ تعالیٰ ارسلہ الی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وبعضھم قالوا انہ الٰہ وان صلوا الی القبلۃ لیسوا بمؤمنین وھٰذا ھو المراد بقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من صلّٰی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم اھ مختصرًا۔

"یعنی موافق میں ہے کہ اہلِ قبلہ کو کافر نہ کہا جاوے گا مگر جب ضروریاتِ دین یا اجماعی باتوں سے کسی بات کا انکار کریں جیسے حرام کو حلال جاننا اور مخفی نہیں کہ ہمارے علما جو فرماتے ہیں کہ کسی گناہ کے باعث اہلِ قبلہ کی تکفیر روا نہیں اس سے نرا قبلہ کو منہ کرنا مراد نہیں کہ غالی رافضی جو کہتے ہیں کہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی میں دھوکا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی طرف بھیجا تھا اور بعض تو مولیٰ علی کو خدا کہتے ہیں۔ یہ لوگ اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھیں مسلمان نہیں اور اس حدیث کی بھی یہی مراد ہے جس میں فرمایا کہ جو ہماری سی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کو قبلہ کہے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔"

یعنی جب کہ تمام ضروریاتِ دین پر ایمان رکھتا ہو اور کوئی بات منافی ایمان نہ کہے

اسی میں ہے:

اعلم ان المراد باھل القبلۃ الذین اتفقوا علیٰ ما ھو من ضروریات الدین کحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم اللہ تعالیٰ بالکلیات والجزئیات وما اشبہ ذٰلک من المسائل المھمات فمن واظب طول عمرہ علی الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم او نفی الحشر او نفی علمہ

سبحانه بالجزئیات لایکون من اهل القبلة وان المراد بعدم تکفیر احد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لایکفر مالم یوجد شیئ من امارات الکفر وعلاماته ولم یصدر عنه شیئ من موجباته۔

"یعنی جان لو کہ اہلِ قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضروریاتِ دین میں موافق ہیں جیسے عالم کا حادث ہونا، اجسام کا حشر ہونا، اللہ تعالیٰ کا علم تمام کلیات وجزئیات کو محیط ہونا اور جو مہم مسئلے ان کی مانند ہیں، تو جو تمام عمر طاعتوں عبادتوں میں رہے اس کے ساتھ یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ عالم قدیم ہے یا حشر نہ ہوگا یا اللہ تعالیٰ جزئیات کو نہیں جانتا وہ اہلِ قبلہ سے نہیں اور اہلِ سنت کے نزدیک اہلِ قبلہ میں کسی کو کافر نہ کہنے سے یہ مراد ہے کہ اسے کافر نہ کہیں گے جب تک اس میں کفر کی کوئی علامت و نشانی نہ پائی جائے اور کوئی بات موجبِ کفر اس سے صادر نہ ہو۔"

امام اجل سیدی عبد العزیز بن محمد بخاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ تحقیق شرح اصول حسامی میں فرماتے ہیں :۔

ان غلا فیه (ای فی هواه) حتی وجب اکفاره به لایعتبر وفاقه ایضًا لعدم دخوله فی مسمی الامة المشهود لها بالعصمه وان صلی الی القبلة واعتقد نفسه مسلما لان الامة لیست عبارة عن المصلین الی القبلة بل عن المؤمنین وهو کافر وان کان لایدری انه کافر۔

"یعنی بدمذہب اگر اپنی بدمذہبی میں غالی ہو جس کے سبب اسے کافر کہنا واجب ہو تو اجماع میں اس کی مخالفت موافقت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا کہ خطا سے معصوم ہونے کی شہادت تو امت کے لئے آئی ہے اور وہ امت ہی سے نہیں اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور اپنے آپ کو مسلمان اعتقاد کرتا ہو اس لئے کہ امت قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں بلکہ مسلمان کا نام ہے اور یہ شخص کافر ہے اگرچہ اپنی جان

کو کافر نہ جانے۔"

ردالمحتار میں ہے :

لاخلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اھل القبلۃ المواظب طول عمرہ علی الطاعات کما فی شرح التحریر۔

"یعنی ضروریاتِ اسلام سے کسی چیز میں خلاف کرنے والا بالاجماع کافر ہے اگرچہ اہلِ قبلہ سے ہو اور عمر بھر طاعات میں بسر کرے جیسا کہ شرح تحریر امام ابن الہمام میں فرمایا۔"

کتب عقائد و فقہ و اصول ان تصریحات سے مالا مال ہیں۔

رابعاً خود مسئلہ بدیہی ہے۔ کیا جو شخص پانچ وقت قبلہ کی طرف نماز پڑھتا اور ایک وقت مہادیو کو سجدہ کر لیتا ہو، کسی عاقل کے نزدیک مسلمان ہو سکتا ہے حالانکہ اللہ کو جھوٹا کہنا یا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنا مہادیو کے سجدے سے کہیں بدتر ہے اگرچہ کفر ہونے میں برابر ہے و ذلک ان الکفر بعضہ اخبث من بعض وجہ یہ کہ بت کو سجدہ علامتِ تکذیب خدا ہے اور علامتِ تکذیب عین تکذیب کے برابر نہیں ہو سکتی اور سجدہ میں یہ احتمال عقلی بھی نکل سکتا ہے کہ محض تحیت و مجرا مقصود ہو نہ عبادت اور محض[1] تحیت فی نفسہ کفر نہیں و لہٰذا اگر مثلاً کسی عالم یا عارف کو تحیۃً سجدہ کرے، گنہگار ہوگا کافر نہ ہوگا امثال بت میں شرع نے مطلقاً حکم کفر بربنائے شعار خاص کفار رکھا ہے بخلاف بدگوئی حضور پُرنور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، کہ فی نفسہ کفر ہے جس میں کوئی احتمالِ اسلام نہیں۔ اور میں یہاں اس فرق پر بنا نہیں رکھتا کہ ساجدِ صنم کی توبہ باجماعِ امت مقبول ہے مگر سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] شرح مواقف میں ہے سجودہ لھا یدل بظاھرہ انہ لیس بمصدق و نحن نحکم بالظاھر فلذا حکمنا بعدم ایمانہ لا لان عدم السجود لغیر اللہ دخل فی حقیقۃ الایمان حتی لو علم انہ لم یسجد لھا علی سبیل التعظیم واعتقاد الالھیۃ بل سجد لھا و قلبہ مطمئن بالتصدیق لم یحکم بکفرہ فیما بینہ وبین اللہ وان اجری علیہ حکم الکفر فی الظاھر اھ ۱۲ منہ

کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ ہزارہا ائمہ دین کے نزدیک اصلا قبول نہیں اور اسی کو ہمارے علمائے حنفیہ سے امام بزازی و امام محقق علی الاطلاق ابن الہمام و علامہ مولی خسرو صاحب درر و غرر و علامہ زین بن نجیم صاحب بحر الرائق و الاشباہ و النظائر و علامہ عمر بن نجیم صاحب نہر الفائق و علامہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ غزی صاحب تنویر الابصار و علامہ خیر الدین رملی صاحب فتاوی خیریہ و علامہ شیخی زادہ صاحب مجمع الانہر و علامہ مدقق محمد بن علی حصکفی صاحب درمختار و غیرہم حمادِ کبار علیہم رحمۃ اللہ العزیز الغفار نے اختیار فرمایا بید ان تحقیق المسئلۃ فی الفتاوی الرضویہ۔ اس لئے کہ عدم قبول توبہ صرف حاکم اسلام کے یہاں ہے کہ وہ اس معاملہ میں بعد توبہ بھی سزائے موت دے ورنہ اگر توبہ صدقِ دل سے ہے تو عند اللہ مقبول ہے، کہیں یہ بدگو اس مسئلہ کو دستاویز نہ بنالیں کہ آخر توبہ قبول نہیں پھر کیوں تائب ہوں۔ نہیں نہیں توبہ سے کفر مٹ جائے گا، مسلمان ہوجاؤ گے، جہنم ابدی سے نجات پاؤ گے، اس قدر پر اجماع ہے کما فی رد المحتار و غیرہ واللہ تعالی اعلم۔

اس فرقہ بے دین کا تفصیل مکفر یہ ہے کہ فقہ میں لکھا ہے جس میں ننانوے باتیں کفر کی ہوں اور ایک بات اسلام کی تو اس کو کافر نہ کہنا چاہئے۔

اوّلا یہ مکر خبیث سب مکروں سے بدتر و ضعیف جس کا حاصل یہ کہ جو شخص دن میں ایک بار اذان دے یا دو رکعت نماز پڑھ لے اور ننانوے بار بت پوجے، سنکھ پھونکے، گھنٹی بجائے وہ مسلمان ہے کہ اس میں ننانوے باتیں کفر کی ہیں تو ایک اسلام کی بھی ہے، یہی کافی ہے حالانکہ مؤمن تو مؤمن کوئی عاقل اسے مسلمان نہیں کہہ سکتا۔

ثانیاً اس کی رو سے سولہ برس کے کہ سرے سے خدا کے وجود ہی کا منکر ہو، تمام کافر مشرک مجوس ہنود نصاری یہود وغیرہم دنیا بھر کے کفار سب کے سب مسلمان ٹھہرے جاتے ہیں کہ اور باتوں کے منکر سہی آخر وجودِ خدا کے تو قائل ہیں۔ ایک یہی بات سب سے بڑھ کر اسلام کی بات بلکہ تمام اسلامی باتوں کی اصل الاصول ہے خصوصاً کفار فلاسفہ دہریہ وغیرہم کہ بزعم خود توحید کے بھی قائل ہیں اور یہود و نصاری تو بڑے بھاری مسلمان ٹھہریں گے کہ توحید کے ساتھ اللہ تعالی کے بہت سے کلاموں اور ہزاروں نبیوں اور قیامت و حشر و حساب و ثواب و عذاب و جنت و

نماز وغیرہ بکثرت اسلامی باتوں کے قائل ہیں۔

ثالثاً اس کے رد میں قرآنِ عظیم کی وہ آیتیں کہ اوپر گزریں کافی و وافی ہیں جنہیں باوصف کلمہ گوئی و نماز خوانی صرف ایک ایک بات پر حکمِ تکفیر فرما دیا۔ کہیں ارشاد ہوا کَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ "وہ مسلمان ہو کر اس کلمے کے سبب کافر ہو گئے"، کہیں فرمایا لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ "بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد" حالانکہ اس مکر خبیث کی بنا پر جب تک ۹۹ سے زیادہ کفر کی باتیں جمع نہ ہو جاتیں، صرف ایک کلمہ پر حکمِ کفر صحیح نہ تھا۔ ہاں شاید اس کا یہ جواب دیں کہ یہ خدا کی غلطی یا جلد بازی تھی کہ اس نے دائرۂ اسلام کو تنگ کر دیا، کلمہ گویوں اہلِ قبلہ کو دھکے دے دے کر صرف ایک ایک لفظ پر اسلام سے نکالا اور پھر زبردستی یہ کہ لَا تَعْتَذِرُوْا عذر بھی نہ کرنے دیا، نہ عذر سننے کا قصد کیا۔ افسوس ہے خدا نے پیر نیچر یا ندوہ یا لکچر یا ان کے ہم خیال کسی وسیع الاسلام ریفارمر سے مشورہ نہ لیا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۔

رابعاً اس مکر کا جواب:

## تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے:

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝[1]

"تو کیا اللہ کے کلام کا کچھ حصہ مانتے ہو اور کچھ حصے سے منکر ہو، تو جو کوئی تم میں سے ایسا کرے اس کا بدلہ نہیں مگر دنیا کی زندگی میں رسوائی اور قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب کی طرف پلٹے جائیں گے، اور اللہ تمہارے کرتوتوں سے غافل نہیں۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے عقبیٰ بیچ کر دنیا خرید لی تو نہ ان پر سے کبھی

[1] پ ۱ ع ۱۱، سورۃ البقرۃ۔

عذاب ہلکا ہو، نہ ان کو مدد پہنچے۔"

کلامِ الٰہی میں فرض کیجئے اگر ہزار باتیں ہوں تو ان میں سے ہر ایک بات کا ماننا ایک اسلامی عقیدہ ہے۔ اب اگر کوئی شخص ۹۹۹ مانے اور صرف ایک نہ مانے تو قرآنِ عظیم فرما رہا ہے کہ وہ ان ۹۹۹ کے ماننے سے مسلمان نہیں بلکہ صرف اس ایک کے نہ ماننے سے کافر ہے، دنیا میں اس کی رسوائی ہوگی اور آخرت میں اس پر سخت تر عذاب جو ابداً لاباد تک کبھی موقوف ہونا کیا معنیٰ؟ ایک آن کو ہلکا بھی نہ کیا جائے گا نہ کہ ۹۹ کا انکار کرے اور ایک کو مان لے تو مسلمان ٹھہرے، یہ مسلمانوں کا عقیدہ نہیں بلکہ بشہادت قرآنِ عظیم خود صریح کفر ہے۔

خامساً اصل بات یہ ہے کہ فقہائے کرام پر ان لوگوں نے جیتا افترا اٹھایا، انہوں نے ہرگز کہیں ایسا نہیں فرمایا بلکہ انہوں نے یہ خصلت یہود یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ "یہودی بات کو اس کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں" تحریف تبدیل کرنے کچھ کا کچھ بنا لیا، فقہا نے یہ نہیں فرمایا کہ جس شخص میں ننانوے باتیں کفر کی اور ایک اسلام کی ہو وہ مسلمان ہے۔ حاشا للہ! بلکہ تمام امت کا اجماع ہے کہ جس میں ننانوے ہزار باتیں اسلام کی اور ایک کفر کی ہو وہ یقیناً قطعاً کافر ہے۔ ۹۹ قطرے گلاب میں ایک بوند پیشاب کا پڑ جائے، سب پیشاب ہو جائے گا مگر یہ جاہل کہتے ہیں کہ ننانوے قطرے پیشاب میں ایک بوند گلاب کا ڈال دو، سب طیب طاہر ہو جائے گا۔ حاشا کہ فقہا، تو فقہا، کوئی ادنیٰ تمیز والا بھی ایسی جہالت بکے۔ بلکہ فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر ہو جس میں سو پہلو نکل سکیں ان میں ۹۹ پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو کفر کا مراد رکھا ہے ہم اسے کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں اس کی مراد کوئی پہلوئے کفر ہے تو ہماری تاویل سے اسے فائدہ نہ ہوگا وہ عند اللہ کافر ہی ہوگا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً زید کہے عمرو کو علم قطعی یقینی غیب کا ہے اس کلام میں اتنے پہلو ہیں:

۱۔ عمرو اپنی ذات سے غیب دان ہے یہ صریح کفر و شرک ہے قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ۔ ۲۔ عمرو آپ تو غیب دان نہیں مگر جن علم غیب رکھتے ہیں، ان کے بتائے سے اسے غیب کا علم یقینی حاصل ہو جاتا ہے، یہ بھی کفر ہے تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُھِیْنِ ۵۔ ۳۔ عمرو نجومی ہے۔ ۴۔ رمّال ہے۔ ۵۔ سامنے رکھا جانتا، ہاتھ دیکھتا ہے۔ ۶۔ کوّے وغیرہ کی آواز، حشرات الارض کے بدن پر گرنے۔ ۸۔ کسی پرندے یا وحشی چرندے کے داہنے یا بائیں نکل کر جانے ۹۔ آنکھ یا دیگر اعضاء کے پھڑکنے سے شگون لیتا ہے۔ ۱۰۔ پانسہ پھینکتا ہے۔ ۱۱۔ فال دیکھتا ہے۔ ۱۲۔ حاضرات سے کسی معمول بنا کر اس سے احوال پوچھتا ہے۔ ۱۳۔ مسمریزم جانتا ہے۔ ۱۴۔ جادو کی میز۔ ۱۵۔ وحوش کی تختی سے حال دریافت کرتا ہے۔ ۱۶۔ قیافہ دان ہے۔ ۱۷۔ علم زایرچہ سے واقف ہے۔ ان ذرائع سے اسے غیب کا علم قطعی یقینی ملتا ہے، یہ سب بھی کفر ہیں[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اتی عرافا او کاھنا فصدقہ بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رواہ احمد والحاکم بسند صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولاحمد وابی داؤد عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقد بریٔ مما نزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۱۸ عمرو پر وحی رسالت آتی ہے اس کے سبب غیب کا علم یقینی پاتا ہے جس طرح رسولوں کو ملتا تھا، یہ اشد کفر ہے وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۱۹۔ وحی تو نہیں آتی مگر بذریعہ الہام جمیع غیوب اس پر منکشف ہو گئے ہیں اس کا علم تمام معلوماتِ الٰہی کو محیط ہو گیا، یہ یوں کفر ہے کہ اس نے عمرو کو علم میں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ترجیح دے دی کہ حضور کا علم بھی جمیع معلوماتِ الٰہی کو محیط نہیں۔ قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ؕ

---

[1] یعنی جبکہ ان کی وجہ سے غیب کے علم قطعی یقینی کا ادعاء کیا جائے جیسا کہ نفس کلام میں مذکور ہے۔

من قال فلان اعلم منه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقد عابه فحکمه حکم الساب (نسیم الریاض)

۲۰۔ جمیع کا احاطہ نہ سہی مگر جو علوم غیب اسے الہام سے ملے ان میں ظاہراً باطناً کسی طرح کسی رسول انس وملک کی وساطت وتبعیت نہیں، اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ رسول اصالۃً اسے غیوب پر مطلع کیا، یہ بھی کفر ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ص عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ط

۲۱۔ عمر کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطہ سے سمعاً یا عیناً یا الہاماً بعض غیوب کا علم قطعی اللہ عزوجل نے دیا یا دیتا ہے، یہ احتمال خالص اسلام ہے تو محققین فقہا اس قائل کو کافر نہ کہیں گے کہ اگرچہ اس کی بات کے اکتیس پہلوؤں میں بتیس کفر ہیں مگر ایک اسلام کا بھی ہے احتیاط وتحسینِ ظن کے سبب اس کا کلام اسی پہلو پر حمل کریں گے جب تک ثابت نہ ہو کہ اس نے کوئی پہلوئے کفر ہی مراد لیا، نہ کہ ایک ملعون کلام تکذیبِ خدا یا تنقیص شان سید انبیا علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثناء میں صاف صریح ناقابلِ تاویل وتوجیہ ہو اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو، اب تو اسے کفر نہ کہنا، کفر کو اسلام ماننا ہوگا، اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔ ابھی شفا وبزازیہ، درر وبحر ونہر وفتاوی خیریہ ومجمع الانہر ودرمختار وغیرہ کتبِ معتمدہ سے سن چکے کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیصِ شان کرے، کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے مگر یہود منش لوگ فقہائے کرام پر افترائے سخیف اور ان کے کلام میں تبدیل وتحریف کرتے ہیں وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝

شرح فقہ اکبر میں ہے:

قد ذکروا ان المسألة المتعلقة بالکفر اذا کان لها تسعة وتسعون احتمالا للکفر واحتمال واحد فی نفیه فالاولی للمفتی والقاضی ان یعمل بالاحتمال النافی

فتاوی خلاصہ وجامع الفصولین ومحیط وفتاوی عالمگیریہ وغیرہا میں ہے :

اذا کانت فی المسألۃ وجوہ توجب التکفیر و وجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی و القاضی ان یمیل الی ذلک الوجہ ولا یفتی بکفرہ تحسینا للظن بالمسلم ثم ان کانت نیۃ القائل الوجہ الذی یمنع التکفیر فھو مسلم وان لم یکن لا ینفعہ حمل المفتی کلامہ علی وجہ لا یوجب التکفیر۔

اسی طرح فتاوی بزازیہ وبحر الرائق ومجمع الانہر وحدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے۔ تاتارخانیہ و بحر وسل الحسام وتنبیہ الولاۃ وغیرہا میں ہے :

لا یکفر بالمحتمل لان الکفر نھایۃ فی العقوبۃ فیستدعی نھایۃ فی الجنایۃ ومع الاحتمال لا نھایۃ۔

بحر الرائق وتنویر الابصار وحدیقہ ندیہ وتنبیہ الولاۃ وسل الحسام وغیرہا میں ہے :

والذی تحرر انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن الخ

دیکھو ایک لفظ کے چند احتمال ہیں کلام ہے نہ کہ ایک شخص کے چند اقوال ہیں، مگر یہودی بات کو تحریف کر دیتے ہیں۔

## فائدہ جلیلہ

اس تحقیق سے یہ بھی روشن ہو گیا کہ بعض فتاوے مثل فتاوے قاضی خان وغیرہ میں جو اس شخص پر کہ اللہ ورسول کی گواہی سے نکاح کرے یا کہے ارواح مشائخ حاضر و واقف ہیں یا کہے ملائکہ غیب جانتے ہیں بلکہ کہے مجھے غیب معلوم ہے، حکم کفر دیا۔ اس سے مراد وہی صورت کفریہ مثل ادعائے علم ذاتی وغیرہ ہے ورنہ ان اقوال میں تو ایک چھوڑ متعدد احتمال اسلام کے ہیں کہ یہاں علم غیب قطعی یقینی کی تصریح نہیں اور علم کا اطلاق ظن پر شائع و ذائع ہے تو علم ظنی کی شق

بھی پیدا ہو کر اکیس کی جگہ بیالیس احتمال نکلیں گے اور ان میں بہت سے کفر سے جدا ہوں گے کہ غیب کے علم ظنی کا ادعاء کفر نہیں۔ بحر الرائق و رد المحتار میں ہے :

علم من مسائلهم هنا ان من استحل ما حرمه الله تعالیٰ علی وجه الظن لا یکفر وانما یکفر اذا اعتقد الحرام حلالا او نظیره ما ذکره القرطبی فی شرح مسلم ان ظن الغیب جائز کظن المنجم والرمال بوقوع شیئ فی المستقبل بتجربة امر عادی فهو ظن صادق والممنوع ادعاء علم الغیب والظاهر ان ادعاء ظن الغیب حرام لا کفر بخلاف ادعاء العلم اه وزاد فی البحر الا تری انهم قالوا فی نکاح المحرم لو ظن الحل لا یحد بالاجماع ویعزر کما فی الظهیریة وغیرها ولم یقل احد انه یکفر وکذا فی نظائره اه تو کیونکر ممکن کہ علماء باوصف ان تصریحات کے کہ ایک احتمالِ اسلام بھی نافی کفر ہے جہاں بکثرت احتمالات اسلام موجود ہیں، حکم کفر لگائیں لاجرم اس سے مراد وہی خاص احتمال کفر ہے مثل ادعائے علم ذاتی وغیرہ، ورنہ یہ اقوال آپ ہی باطل اور ائمہ کرام کی اپنی ہی تحقیقاتِ عالیہ کے مخالف ہو کر خود ذاہب زائل ہوں گے، اس کی تحقیق جامع الفصولین و رد المحتار و حاشیہ علامہ نوح و ملتقط فتاوی حجۃ و تاتارخانیہ و مجمع الانہر و حدیقہ ندیہ و سل الحسام وغیرہا کتب میں ہے۔ نصوص عبارات رسائل علم غیب مثل اللؤلؤ المکنون وغیرہا میں ملاحظہ ہوں، و باللہ التوفیق، یہاں صرف حدیقۂ ندیہ شریف کے یہ کلمات شریفہ بس ہیں :

جمیع ما وقع فی کتب الفتاوی من کلمات صرح المصنفون فیها بالجزم بالکفر یکون الکفر فیها محمولا علی ارادة قائلها معنی علل وابه الکفر واذا لم تکن ارادة قائلها ذلک فلا کفر اه مختصرا۔

"یعنی کتبِ فتاوی میں جتنے الفاظ پر حکم کفر کا جزم کیا ہے ان سے مراد وہ صورت ہے

کہ قائل نے ان سے پہلوئے کفر مراد لیا ہو ورنہ ہرگز کفر نہیں "

## ضروری تنبیہ

احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو، صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ مثلاً زید نے کہا خدا دو ہیں، اس میں یہ تاویل ہو جائے کہ لفظِ خدا سے بحذفِ مضاف حکمِ خدا مراد ہے یعنی قضاء دو ہیں، مبرم و معلق، جیسے قرآنِ عظیم میں فرمایا اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیَهُمُ اللّٰهُ ای امر اللہ۔ عمرو کہے میں رسول اللہ ہوں، اس میں یہ تاویل گڑھ لی جائے کہ لغوی معنی مراد ہیں یعنی خدا ہی نے اس کی روح بدن میں بھیجی، ایسی تاویلیں زنہار مسموع نہیں۔ شفاء شریف میں ہے ادعوہ التاویل فی لفظ صراح لا یقبل " صریح لفظ میں تاویل کا دعوی نہیں سنا جاتا "۔ شرح شفاء قاری میں ہے ھو مردود عند القواعد الشرعیۃ " ایسا دعوی شریعت میں مردود ہے "۔ نسیم الریاض میں ہے لا یلتفت لمثلہ ویعد ھذیانا " ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی "۔ فتاوی خلاصہ و فصولِ عمادیہ و جامع الفصولین و فتاوی ہندیہ وغیرہا میں ہے واللفظ للعمادی قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم بریدہ بہ من پیغام می برم یکفر " یعنی اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا رسول یا پیغمبر کہے اور معنے یہ لے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں قاصد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا " یہ تاویل نہ سنی جائے گی، فاحفظ۔

مکر چہارم انکار، یعنی جس نے ان بدگویوں کی کتابیں نہ دیکھیں اس کے سامنے صاف مکر جاتے ہیں کہ ان لوگوں نے یہ کلمات کہیں نہ کہے اور جو ان کی چھپی ہوئی کتابیں، تحریریں دکھا دیتا ہے۔ اگر ذی علم ہوا تو ناک چڑھا کر منہ بنا کر چل دے یا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بکمال بے حیائی صاف کہہ دیا کہ آپ معقول بھی کر دیجئے تو میں وہی کہے جاؤں گا اور بیچارہ بے علم ہوا تو اس سے کہہ دیا ان عبارتوں کا یہ مطلب نہیں ہے اور آخر ہے کیا یہ در بطن قائل، اس کے جواب کو وہی آیتِ کریمہ کافی ہے کہ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۘ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ " خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا حالانکہ بیشک ضرور وہ یہ کفر کے بول بولے اور مسلمان ہوئے، پیچھے کافر ہو گئے ع

ہوتی آئی ہے کہ انکار کیا کرتے ہیں

ان لوگوں کی وہ کتابیں[1] جن میں یہ کلماتِ کفریہ ہیں مدتوں سے انہوں نے خود اپنی زندگی میں چھاپ کر شائع کیں اور ان میں بعض[2] دو دو بار چھپیں، مدتہا مدت سے علمائے اہلِ سنت نے ان کے رد چھاپے، مواخذے کئے، وہ فتوے[3] جس میں اللہ تعالےٰ کو صاف صاف کاذب جھوٹا مانا ہے اور جس کی اصل مہری دستخطی اس وقت تک محفوظ ہے اور اس کے فوٹو بھی لئے گئے جن میں سے ایک فوٹو کہ علمائے حرمین شریفین کو دکھانے کے لئے مع دیگر کتب دشنامیاں گیا تھا سرکار مدینہ طیبہ میں بھی موجود ہے، یہ تکذیبِ خدا کا ناپاک فتویٰ اٹھارہ برس ہوئے ربیع الآخر ۱۳۰۸ھ میں رسالہ صیانۃ الناس کے ساتھ مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ میں مع رد کے شائع ہو چکا پھر ۱۳۱۸ھ میں مطبع گلزار حسنی بمبئی میں اس کا اور مفصل رد چھپا، پھر ۱۳۲۰ھ میں پٹنہ عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں اس کا اور قاہر رد چھپا اور فتوے دینے والا جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ میں مرا، اور مرتے دم تک ساکت رہا نہ یہ کہا کہ وہ فتوے میرا نہیں حالانکہ خود چھاپی ہوئی کتابوں سے فتویٰ کا انکار کر دینا سہل تھا نہ یہی بتایا کہ مطلب وہ نہیں جو علمائے اہلِ سنت بتا رہے ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے، نہ کفر صریح کی نسبت کوئی سہل بات تھی جس پر التفات نہ کیا۔ زید سے اس کا ایک مہری فتویٰ اس کی زندگی و تندرستی میں علانیہ نقل کیا جائے اور وہ قطعاً یقیناً صریح کفر ہو اور سالہا سال اس کی اشاعت ہوتی رہے، لوگ اس کا رد چھاپا کریں، زید کو اس کی بنا پر کافر بتایا کریں، زید اس کے بعد پندرہ برس جیے اور یہ سب کچھ دیکھے سنے اور اس فتویٰ کی اپنی طرف نسبت سے انکار اصلا شائع نہ کرے بلکہ دم سادھے رہے یہاں تک کہ دم نکل جائے، کیا کوئی عاقل گمان کر سکتا ہے کہ اس نسبت سے اسے انکار تھا یا اس کا مطلب کچھ اور تھا اور ان میں کے جو زندہ ہیں آج کے دم تک ساکت ہیں، نہ اپنی چھاپی کتابوں سے منکر ہو سکتے ہیں نہ اپنی دشنامو کا مطلب گڑھ سکتے ہیں۔

۱۳۲۰ھ میں ان کے تمام کفریات کا مجموعہ کجائی رد شائع ہوا۔ پھر ان دشنامو کے متعلق کچھ عمائد مسلمین علمی سوالات ان میں کے سرغنہ کے پاس لے گئے، سوالوں پر جو حالت سراسیمگی بے حد پیدا ہوئی، دیکھنے والوں سے اس کی کیفیت پوچھئے مگر اس وقت بھی نہ ان تحریرات سے انکار

---

[1] یعنی براہین قاطعہ وحفظ الایمان وتحذیر الناس وکتب قادیانی وغیرہ ۱۲ [2] جیسے براہین قاطعہ وحفظ الایمان ۱۲ [3] یعنی فتوائے گنگوہی صاحب طفر

ہوسکا نہ کوئی مطلب گڑھنے پر قدرت پائی بلکہ کہا تو یہ کہا کہ میں مباحثہ کے واسطے نہیں آیا، نہ مباحثہ چاہتا ہوں، میں اس فن میں جاہل ہوں اور میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں معقول بھی کر دیجئے تو وہی کہے جاؤں گا۔

وہ سوالات اور اس واقعہ کا مفصل ذکر بھی جبھی ۱۵ جمادی الآخرۃ ۱۳۲۳ھ کو چھاپ کر سرغنہ واتباع سب کے ہاتھ میں دے دیا گیا، اسے بھی چوتھا سال ہے صدائے برنخاست۔ ان تمام حالات کے بعد وہ انکاری مکر ایسا ہی ہے کہ سرے سے یہی کہہ دیجئے کہ اللہ وحول کو یہ دشنام دہندہ لوگ دنیا میں پیدا ہی نہ ہوئے، یہ سب بناوٹ ہے اس کا علاج کیا ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ حیا دے۔

مکر پنجم جب حضرات کو کچھ بن نہیں پڑتی، کسی طرف مفر نظر نہیں آتی اور یہ توفیق اللہ واحد قہار نہیں دیتا کہ توبہ کریں اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو گستاخیاں بکیں، جو گالیاں دیں، ان سے باز آئیں جیسے گالیاں چھاپیں ان سے رجوع کا بھی اعلان دیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا عملت سیئۃ فاحدث عندھا توبۃ السر بالسر والعلانیۃ بالعلانیۃ۔

"جب تو بدی کرے تو فوراً توبہ کر، خفیہ کی خفیہ اور علانیہ کی علانیہ"

رواہ الامام احمد فی الزھد والطبرانی فی الکبیر والبیھقی فی الشعب عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن جید

اور بفرمائے کہ یہ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَیَبْغُوْنَھَا عِوَجًا راہ خدا سے روکنا اور ناچار عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دہاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علمائے اہلسنت کے فتوائے تکفیر کا کیا اعتبار؟ یہ لوگ ذرہ ذرہ سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں، الا ماشاء اللہ ان میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔ اسمٰعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا، مولوی اسحٰق صاحب کو کہہ دیا، مولوی عبدالحی صاحب کو کہہ دیا، پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوئی ہے وہ لکھا اور ملاتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا، حاجی امداد اللہ صاحب کو کہہ دیا، مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب کو کہہ دیا، پھر جو پورے بے حد حیا سے اونچے

گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ عیاذا باللہ عیاذا باللہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو کہہ دیا، غرض جسے جس کا زیادہ معتقد پایا اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا کہ انہوں نے اسے کافر کہہ دیا یہاں تک کہ ان میں کے بعض بزرگواروں نے مولانا مولوی شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی مرحوم مغفور سے جا کر جڑ دی کہ معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین بن عربی قدس سرہ کو کافر کہہ دیا۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ جنت عالیہ عطا فرمائے۔ انہوں نے آیہ کریمہ اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا پر عمل فرمایا۔ خط لکھ کر دریافت کیا جس پر یہاں سے رسالہ انجاء البری عن وسواس المفتری لکھ کر ارسال ہوا اور مولانا نے مفتری کذاب پر لاحول شریف کا تحفہ بھیجا غرض ہمیشہ ایسے ہی افترا اٹھایا کرتے ہیں اس کا جواب وہ ہے جو :

## تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے

اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ [1]

"جھوٹے افترا وہی باندھتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے"

اور فرماتا ہے :

فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ [2]

"ہم اللہ کی لعنت ڈالیں جھوٹوں پر"

مسلمانو! اس مکر سخیف و کید ضعیف کا فیصلہ کچھ دشوار نہیں، ان صاحبوں سے ثبوت مانگو کہ کہہ دیا کہہ دیا فرماتے ہو، کچھ ثبوت دکھاتے ہو، کہاں کہہ دیا؟ کس کتاب، کس رسالے، کس فتوے، کس پرچے میں کہہ دیا؟ ہاں ہاں ثبوت رکھتے ہو تو کس دن کے لئے اٹھا رکھا ہے دکھاؤ اور نہیں دکھا سکتے اور اللہ جانتا ہے کہ نہیں دکھا سکتے تو دیکھو قرآن عظیم تمہارے کذاب ہونے کی گواہی دیتا ہے، مسلمانو!

## تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے

---

[1] پ ۱۴ ع ۱۹، سورہ النحل۔ [2] پ ۳ ع ۱۴، سورہ آل عمران۔

فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝[1]

"جب ثبوت نہ لاسکیں تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں"

مسلمانو! آزمائے کو کیا آزمانا، بارہا ہو چکا کہ ان حضرات نے بڑے زور شور سے یہ دعوے کئے اور جب کسی مسلمان نے ثبوت مانگا، فوراً پیٹھ پھیر گئے اور پھر منہ نہ دکھا سکے مگر کیا اتنی ہے کہ وہ رٹ جو منہ کو لگ گئی ہے نہیں چھوڑتے، اور چھوڑیں کیونکر کہ مرتا کیا نہ کرتا، اب خدا و رسول کو گالیاں دینے والوں کے کفر پر پردہ ڈالنے کا آخری حیلہ یہی رہ گیا ہے کہ کسی طرح عوام بھائیوں کے ذہن میں جم جائے کہ علمائے اہلسنت یونہی بلاوجہ لوگوں کو کافر کہہ دیا کرتے ہیں ایسا ہی ان دشنامیوں کو بھی کہہ دیا ہوگا۔ مسلمانو! ان مفتریوں کے پاس ثبوت کہاں سے آیا کہ من گڑھت کا ثبوت ہی کیا وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ۝ ان کا ادعائے باطل تو اسی قدر سے باطل ہو گیا۔

## تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے

قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝[2]

"لاؤ اپنی برہان اگر سچے ہو"

اس سے زیادہ کی ہمیں حاجت نہ تھی مگر بفضلہ تعالیٰ ہم ان کی کذابی کا وہ روشن ثبوت دیں کہ ہر مسلمان پر ان کا مفتری ہونا آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو جائے۔ ثبوت بھی بحمداللہ تعالیٰ تحریری وہ بھی چھپا ہوا، وہ بھی نہ آج کا بلکہ سالہا سال کا۔ جن جن کی تکفیر کا اتہام علمائے اہلسنت پر رکھا ان میں سب سے زیادہ گنجائش اگر ان صاحبوں کو ملتی تو اسمٰعیل دہلوی میں کہ بیشک علمائے اہلسنت نے اس کے کلام میں بکثرت کلمات کفر پر ثابت کئے اور شائع فرمائے بایں ہمہ اولاً سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح، دیکھئے کہ بار اول ۱۳۰۹ھ میں لکھنؤ مطبع انوار محمدی میں چھپا جس میں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور اور اس کے اتباع پر بیچھتر وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے صفحہ ۹۰ پر حکم اخیر یہی لکھا کہ علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے وھو الجواب وبہ یفتی وعلیہ المفتوی وھو المذھب وعلیہ الاعتماد وفیہ

[1] پ ۱۸ ع ۸، سورہ النور۔
[2] پ ۲۰ ع ۱، سورہ النمل۔

السلامۃ وفیہ السداد یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتوی ہوا اور اسی پر فتوی ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت

ثانیاً الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ دیکھئے جو خاص اسمٰعیل دہلوی اور اس کے متبعین ہی کے رد میں تصنیف ہوا اور بار اول شعبان ۱۳۱۶ھ میں عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں چھپا جس میں نصوص جلیہ قرآن مجید و احادیث صحیحہ و تصریحات ائمہ سے بحوالہ صفحات کتب معتمدہ اس پر ستر وجہ بلکہ زائد سے لزوم کفر ثابت کیا اور بالآخر یہی لکھا (ص ۶۲) ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار (یعنی کافر کہنے سے) کفِ لسان (یعنی زبان روکنا) ماخوذ و مختار و مناسب واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

ثالثاً سل السیوف الہندیہ علی کفریات بابا النجدیہ دیکھئے کہ صفر ۱۳۱۶ھ کو عظیم آباد میں چھپا، اس میں بھی اسمٰعیل دہلوی اور اس کے متبعین پر بوجوہ قاہرہ لزوم کفر کا ثبوت دے کر صفحہ ۲۱، ۲۲ پر لکھا یہ حکم فقہی متعلق بہ کلمات سفہی تھا مگر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں بے حد برکتیں ہمارے علمائے کرام پر کہ یہ کچھ دیکھتے اس طائفہ کے پیر سے بات بات پر سچے مسلمانوں کی نسبت حکم کفر و شرک سنتے ہیں، بایں ہمہ نہ شدتِ غضب و دامن احتیاط ان کے ہاتھ سے چھڑاتی ہے نہ قوتِ انتقام حرکت میں آتی، وہ اب تک یہی تحقیق فرما رہے ہیں کہ لزوم و التزام میں فرق ہے اقوال کا کلمۂ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات، ہم احتیاط برتیں گے، سکوت کریں گے جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے، اھ مختصراً۔

رابعاً ازالۃ العار بحجر الکرام عن کلاب النار دیکھئے کہ بار اول ۱۳۱۷ھ کو عظیم آباد میں چھپا، اس میں صفحہ ۱۰ پر لکھا ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اسے کافر نہیں کہتے

خامساً اسمٰعیل دہلوی کو بھی جانے دیجئے، یہی دشنامی لوگ جن کے کفر پر اب فتوی دیا ہے جب تک ان کی صریح دشنامیوں پر اطلاع نہ تھی مسئلہ امکانِ کذب کے باعث ان پر اکثر وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے سبحٰن السبوح میں بالآخر صفحہ ۸۰ طبع اول پر یہی لکھا کہ

حاشا للہ حاشا للہ ہزار ہزار بار حاشا للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا۔ ان مقتدیوں یعنی مدعیانِ جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت وضلالت میں شک نہیں اور امام الطائفہ (اسمٰعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اہلِ لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہِ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے اصلا کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یعلٰی علیہ۔

مسلمانو مسلمانو تمہیں اپنا دین و ایمان اور روزِ قیامت و حضورِ بارگاہِ رحمٰن یاد دلا کر استفسار ہے کہ جس بندۂ خدا کی دربارۂ تکفیر یہ شدید احتیاط یہ جلیل تصریحات اس پر تکفیر تکفیر کا افترا کتنی بے حیائی، کیسا ظلم، کتنی گھنونی ناپاک بات، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور وہ جو کچھ فرماتے ہیں قطعاً حق فرماتے ہیں اذا لم تستحیِ فاصنع ما شئت جب تجھے حیا نہ رہے تو جو چاہے کر ع

بیحیا باش وآنچہ خواہی کن

مسلمانو یہ روشن ظاہر واضح قاہر عبارات تمہارے پیشِ نظر ہیں جنہیں چھپے ہوئے دس دس اور بعض کو سترہ اور تصنیف کو انیس سال ہوئے (اور ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی ۱۳۲۰ھ سے ہوئی ہے جب سے المعتمد المستند چھپی) ان عبارات کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ و رسول کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو یہ عبارتیں فقط ان مفتریوں کا افترا ہی رد نہیں کرتیں بلکہ صراحۃً صاف صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا جب تک یقینی قطعی، واضح روشن جلی طور سے ان کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہو لیا جس میں اصلا اصلا ہرگز ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکی کہ آخر یہ بندۂ خدا ہی تو ہے جو ان کے اکابر پر ستر ستر وجہ سے لزومِ کفر کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہلِ لا الٰہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہِ کفر آفتاب سے

---

لہ گنگوہی وانبیٹھی اور ان کے اذناب دیوبندی ۱۲

زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکمِ اسلام کے لئے اصلا کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔ یہ بندۂ خدا وہی تو ہے جو خود ان دشنامیوں کی نسبت (جب تک ان کی دشناموں پر اطلاع یقینی نہ ہوئی تھی) اٹھتر وجہ سے بحکم فقہائے کرام لزومِ کفر کا ثبوت دے کر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاشَ للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا جب کیا ان سے کوئی ملاپ تھا اب رنجش ہو گئی؟ جب ان سے جائداد کی کوئی شرکت تھی اب پیدا ہوئی؟ حاشا للہ مسلمانوں کا علاقہ محبت و عداوت صرف محبت و عداوتِ خدا و رسول ہے، جب تک ان دشنام دہوں سے دشنام صادر نہ ہوئی، یا اللہ و رسول کی جناب میں ان کی دشنام نہ دیکھی سنی تھی اس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا، غایت احتیاط سے کام لیا حتی کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا مگر احتیاطاً ان کا ساتھ نہ دیا اور متکلمین عظام کا مسلک اختیار کیا جب صاف صریح انکار ضروریاتِ دین و دشنام دہی رب العلمین و سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ و علیہم اجمعین آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمہ دین کی تصریحیں سن چکے کہ من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر جو ایسے کے معذب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔" اپنا اور اپنے دینی بھائیوں عوام اہلِ اسلام کا ایمان بچانا ضروری تھا لاجرم حکم کفر دیا اور شائع کیا و ذلک جزاء الظلمین ۰

## تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۰[۲]

"کہہ دو کہ آیا حق اور مٹا باطل، باطل کو ضرور مٹنا ہی تھا۔"

اور فرماتا ہے:

لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ[۱]

---

[۱] جیسے نفاوی صاحب کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی جناب میں ان کی سخت گالی ۱۳۱۹ھ میں چھپی، اس سے پہلے اپنے آپ کو سُنّی ظاہر کرتے تھے ایک وقت وہ تھا کہ مجلسِ میلاد مبارک، قیام میں شریک اہل السلام ہوتے ۱۲

[۲] پ ۱۵ ع ۹، سورہ بنی اسرائیل

"دین میں کچھ جبر نہیں حق راہ صاف جدا ہو گئی ہے گمراہی سے"[1]

یہاں چار مرحلے تھے: ۱۔ جو کچھ ان دشنامیوں نے لکھا چھاپا ضرور وہ اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و دشنام تھا۔ ۲۔ اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر ہے۔ ۳۔ جو انہیں کافر نہ کہے، جو ان کا پاس لحاظ رکھے، جو ان کی استادی یا رشتے یا دوستی کا خیال کرے وہ بھی ان ہی میں سے ہے، ان ہی کی طرح کافر ہے، قیامت میں ان کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا۔ ۴۔ جو عذر و مکر جہال و ضلال یہاں بیان کرتے ہیں سب باطل و ناروا و پادر ہوا ہیں۔ یہ چاروں بحمد اللہ تعالیٰ بوجہ اعلیٰ واضح و روشن ہو گئے جن کے ثبوت قرآنِ عظیم ہی کی آیات کریمہ نے دیئے۔ اب ایک پہلو پر جنت و سعادتِ سرمدی، دوسری طرف شقاوت و جہنم ابدی ہے، جسے جو پسند آئے اختیار کرے مگر اتنا سمجھ لو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن چھوڑ کر زید و عمرو کا ساتھ دینے والا کبھی فلاح نہ پائے گا، باقی ہدایت رب العزت کے اختیار ہے۔ بات بحمد اللہ تعالیٰ ہر ذی علم مسلمان کے نزدیک اعلیٰ بدیہیات سے تھی مگر ہمارے عوام بھائیوں کو مہریں دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، مہریں علمائے کرام حرمین طیبین سے زائد کہاں کی ہوں گی جہاں سے دین کا آغاز ہوا اور بحکم احادیث صحیحہ کبھی وہاں شیطان کا دور دورہ نہ ہوگا لہذا اپنے عام بھائیوں کی زیادتِ اطمینان کو مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیانِ عظام کے حضور فتویٰ پیش ہوا جس خوبی و خوش اسلوبی و جوش دینی سے ان عمائدِ اسلام نے تصدیقیں فرمائیں بحمد اللہ تعالیٰ کتاب مستطاب حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین میں گرامی بھائیوں کے پیشِ نظر اور ہر صفحہ کے مقابل سلیس اردو میں اس کا ترجمہ مبین احکام و تصدیقاتِ اعلام جلوہ گر، الٰہی! اسلامی بھائیوں کو قبولِ حق کی توفیق عطا فرما اور ضد و نفسانیت یا تیرے اور تیرے حبیب کے مقابل زید و عمرو کی حمایت سے بچا صدقہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجاہت کا، آمین، آمین، آمین۔

---

[1] پ ۳ ع ۲، سورۃ البقرہ ۲۵۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# حرفِ چند

ہم اہل سنت کے لئے یہ بات بڑی شرم کی ہے کہ سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ۶۸ رسالہ عمر شریف میں جو سرمایۂ علم وفن چھوڑا تھا، آج ان کے وصال کو ۸۲ رسال کا عرصہ گذر چکا ہے اور ہم ان کی خدمات کو دنیا کے سامنے پیش بھی نہ کر سکے۔ ہاں ہمارے اکابر حضور مفتی اعظم، حضرت صدر الشریعہ اور مولانا حسنین رضا خاں ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں، منشی لعل محمد مدراسی، قاضی عبدالوحید فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ نے اعلیٰ حضرت کی جتنی تصانیف شائع کی ہیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گی کیوں کہ ان سے پہلے کسی نے اعلیٰ حضرت پر کوئی کام ہی نہیں کیا ہے۔ پھر کافی زمانہ تک خاموشی چھائی رہی اور تصانیف اعلیٰ حضرت کو شائع کرنے میں ہم اہل سنت سست رہے اور ہماری توجہ جلسوں، کانفرنسوں کی طرف زیادہ ہوگئی۔ ابھی چند سالوں سے الحمدللہ پھر بیداری پیدا ہوئی ہے اور تصانیف اعلیٰ حضرت کو شائع کرنے کا سلسلہ پھر زور وشور سے شروع ہوگیا ہے۔ ہندوستان اور پاکستان کے بعض ادارے جیسے ''المجمع الاسلامی مبارکپور'' ''جامعہ نظامیہ لاہور'' ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی'' اور ''رضا اکیڈمی مانچسٹر'' قابل ذکر ہیں۔

دعا فرمائیں کہ رب تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم اراکین رضا اکیڈمی کو مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا وپکا خادم بنائے۔

خادم مسلک اعلیٰ حضرت

**محمد صادق اللہ رضوی**

جنرل سکریٹری - آل کرناٹکا، رضا اکیڈمی چترادرگہ کرناٹک

Ph. 08194 22379